عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

INTERNATIONAL URDU WEEKLY — KHATM-E-NUBUWWAT — KARACHI PAKISTAN

ہفت روزہ ختمِ نبوۃ

جلد نمبر ۱۶ | ۱۳ تا ۱۹ رجب ۱۴۱۸ھ بمطابق ۱۴ تا ۲۰ نومبر ۱۹۹۷ء | شمارہ نمبر ۲۵

علمائے کرام کی المناک شہادت

قادیانیت کا دجل و فریب

مردم شماری کے خلاف قادیانی سازش

وعدہ خلافی سخت ناپسندیدہ خصلت

امانت کیا ہے؟

قیمت: ۵ روپے

رشوت لینے والے کا حلال کمائی سے حج

س..... میں جس جگہ کام کرتا ہوں اس جگہ اوپر کی آمدنی بہت ہے، لیکن میں اپنی تنخواہ جو کہ حلال ہے علیحدہ رکھتا ہوں۔ کیا میں اپنی اس آمدنی سے خود اور اپنی بیوی کو حج کرواسکتا ہوں؟ جبکہ میری تنخواہ کے اندر ایک پیسہ بھی حرام نہیں۔

ج..... جب آپ کی تنخواہ حلال ہے تو اس سے حج کرنے میں کیا اشکال ہے؟ "اوپر کی آمدنی" سے مراد اگر حرام کا روپیہ ہے تو اس کے بارے میں آپ کو پوچھنا چاہئے تھا کہ حلال کی کمائی تو میں جمع کرتا ہوں اور حرام کی کمائی کھاتا ہوں۔ میرا یہ طرز عمل کیسا ہے؟

حدیث شریف میں ہے کہ جس جسم کی غذا حرام کی ہو دوزخ کی آگ اس کی زیادہ مستحق ہے۔

ایک اور حدیث میں ہے کہ ایک آدمی دور دراز سے سفر کرکے (حج پر) آتا ہے اور وہ اللہ تعالیٰ سے یارب یارب کہہ کر گڑگڑا کر دعا کرتا ہے، حالانکہ اس کا کھانا حرام کا، پینا حرام کا، لباس حرام کا، غذا حرام کی، اس کی دعا کیسے قبول ہو۔ الغرض حج پر جانا چاہتے ہیں تو حرام کمائی سے توبہ کریں۔

حرام کمائی سے حج

س..... یہ تو متفقہ مسئلہ ہے کہ حج حرام کی کمائی کا قبول نہیں ہوتا لیکن میں نے ایک مولوی صاحب سے سنا ہے کہ اگر یہ شخص کسی غیر مسلم سے قرض لیکر حج کے واجبات ادا کرے تو امید کی جاتی ہے اللہ سے کہ اس کا حج قبول ہوجائے گا پوچھنا یہ ہے کہ غیر مسلم کا مال تو ویسے بھی حرام ہے یہ کیسے حج ادا ہوگا؟ براہ مہربانی اس کی وضاحت فرمائیں۔

ج..... غیر مسلم تو حلال و حرام کا قائل ہی نہیں اس لئے حلال و حرام اس کے حق میں یکساں ہے اور مسلمان جب اس سے قرض لے گا تو وہ رقم مسلمان کے لئے حلال ہوگی اس سے صدقہ کرسکتا ہے، حج کرسکتا ہے، بعد میں جب اس کا قرض حرام پیسے سے ادا کرے گا تو یہ گناہ ہوگا لیکن حج میں حرام پیسے استعمال نہ ہوں گے۔

حج کیلئے ڈرافٹ پر زیادہ دینا

س..... آج کل حج کے واسطے ڈرافٹ منگواتے ہیں، کسی دلال کے ذریعے، وہ ہوتا ہے تیس ہزار کا لیکن اس منگوانے والے کو پانچ ہزار اوپر دیتے ہیں یعنی ۳۵۰۰۰ کا پڑ جاتا ہے پوچھنا یہ ہے کہ آیا اس کو یہ پانچ ہزار کمیشن یا اس کی مزدوری کے طور پر دے سکتے ہیں یا نہیں؟ آیا یہ لین دین حلال ہے یا حرام، اسی طرح اگر اس کو بجائے پاکستانی روپے کے ڈالر یا دوسرے ملک کی رقم دے دیں تو آیا یہ جائز ہے یا ناجائز کیونکہ اس میں تو جنسیت بدل چکی ہے؟

ج..... ڈرافٹ منگوانے کی جو صورت آپ نے لکھی ہے یعنی ۳۵ ہزار دیکر ۳۰ ہزار روپے لینا یہ تو سمجھ میں نہیں آتی۔ البتہ اگر پانچ ہزار روپے ایجنٹ کو بطور اجرت دیئے جائیں تو کچھ گنجائش ہوسکتی ہے روپے کے بدلے ڈالر یا کوئی اور کرنسی لی جائے تو جائز ہے۔

بینک ملازمین سے زبردستی چندہ لیکر حج کا قرعہ نکالنا

س..... ہم مسلم کمرشل بینک کے ملازم ہیں ہماری یونین نے ایک حج اسکیم نکالی ہے اور ہر آدمی سے ۲۵ روپے ماہوار لیتے ہیں اس پیسے سے قرعہ اندازی کرکے دو اسٹاف کو حج پر جانے کو کہا ہے۔ کیا اس چندے سے وہ بھی ۲۵ روپے ماہوار ایک سال تک، اس پیسے سے حج جائز ہے؟ اگر کوئی دل سے چندہ دینا نہیں چاہتا مگر یونین کے ڈر اور خوف سے ۲۵ روپے ماہوار دے رہا ہے۔ کیا اس طرح جب دل سے کوئی کام نہیں کرتا کسی کے ڈر اور خوف کے چندہ سے حج جائز ہے؟

ج..... جو صورت آپ نے لکھی ہے اس طرح حج پر جانا جائز نہیں۔ اول تو بینک سے حاصل ہونے والی تنخواہ ہی حلال نہیں اور پھر زبردستی رقم جمع کرانا اور اس کا قرعہ نکالنا یہ دونوں چیزیں ناجائز ہیں۔

(محمد یٰسین، کراچی)

س: میں ایک لڑکی سے شادی کرنا چاہتا ہوں وہ بھی مجھ سے شادی کرنا چاہتی ہے۔ اس کی منگنی ہوچکی ہے لیکن وہ میری وجہ سے منگنی توڑنے کے لئے تیار ہے، میری والدہ راضی ہیں لیکن والد کسی صورت راضی نہیں ہیں۔ میں میمن ہوں اور لڑکی مہاجر ہے۔ آنجناب سے مشورہ درکار ہے کہ کیا کیا جائے؟

ج: میں اس لڑکی سے شادی کا مشورہ نہیں دیتا۔

س: میں نے کرکٹ میچ کے سلسلے میں شرط لگائی کہ فلاں ٹیم جیت جائے گی شرط کی رقم =/۵۰۰ تھی۔ پہلی شرط میں جیت گیا مگر جس سے شرط لگائی تھی اس نے پیسے نہیں دئے میں دوبارہ شرط لگائی اور =/۵۰۰۰ روپے تک ہار گیا اب وہ مجھ سے پیسے مانگ رہا ہے، آپ مشورہ دیں کہ میں کیا کروں؟

ج: یہ جوا ہے اور جوئے کی رقم کا لین دین حرام ہے، اس سے توبہ کریں۔

ناشر: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

ہفت روزہ ختم نبوۃ

سرپرست: حضرت مولانا خواجہ خان محمد مدظلہ

مدیر اعلیٰ: حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی

مدیر مسئول: عبدالرحمٰن باوا

مدیر: مولانا اللہ وسایا

جلد ۱۶ شمارہ ۲۵ ۱۳ تا ۱۹ رجب ۱۴۱۸ھ بمطابق ۱۴ تا ۲۰ نومبر ۱۹۹۷ء قیمت: ۵ روپے

اس شمارے میں

- اداریہ ۴
- قادیانی نظریات ملا علی قاری کی عدالت میں (مولانا محمد یوسف لدھیانوی) ۶
- رفیق نبوت خلیفہ اول سیدنا صدیق اکبرؓ ...... (مولانا نذیر احمد تونسوی) ۱۰
- مردم شماری کے خلاف قادیانی سازش (ڈاکٹر زین محمد فریدی) ۱۳
- قادیانیت کا دجل و فریب ...... (مولانا محمد حسین) ۱۴
- مناظر اسلام حضرت مولانا محمد منظور نعمانی کی مجلس میں (قاضی محمد اسرائیل) ۱۵
- وعدہ خلافی ...... سخت ناپسندیدہ خصلت ...... (مولانا مفتی ہارون مطیع اللہ) ۱۸
- امانت کیا ہے؟ ...... (مولانا محمد اشرف کھوکھر) ۱۹
- قادیانی نبوت کی حقیقت اور اوصاف و لوازم (مولانا عبداللطیف مسعود) ۲۱
- اخبار ختم نبوت ۲۲

مجلس ادارت

- مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری
- مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر
- مولانا نذیر احمد تونسوی
- مولانا منظور احمد حسینی
- مولانا محمد جمیل خان
- مولانا سعید احمد جلالپوری
- مولانا محمد اشرف کھوکھر

سرکولیشن مینجر

- محمد انور

قانونی مشیر

- حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ

ٹائیٹل و تزئین

- ارشد دوست محمد فیصل عرفان

رابطہ دفتر

جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ) ایم اے جناح روڈ، کراچی
(ف) ۷۷۸۰۳۳۷ فیکس ۷۷۸۰۳۴۰

مرکزی دفتر حضوری باغ روڈ ملتان (فون) ۵۱۴۱۲۲ - ۵۸۳۴۸۶ فیکس ۵۴۲۲۷۷

LONDON OFFICE
35 STOCKWELL GREEN
LONDON SW9 9HZ U.K.
PHONE 0171 737-8199

زر تعاون

سالانہ: ۲۵۰ روپے
ششماہی: ۱۲۵ روپے
سہ ماہی: ۷۵ روپے

اگر دائرے میں سرخ نشان ہے تو سالانہ زر تعاون ارسال فرما کر سالانہ خریداری کی تجدید کروالیجئے ورنہ پرچہ بند کر دیا جائے گا

زر تعاون بیرون ملک

امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا ۹۰ امریکی ڈالر
یورپ، افریقہ ۷۰ امریکی ڈالر
سعودی عرب، متحدہ عرب امارات
بھارت، مشرق وسطیٰ ایشیائی ممالک ۶۰ امریکی ڈالر
چیک / ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت نیشنل بینک پرانی نمائش، اکاؤنٹ نمبر ۹-۴۸۷ کراچی (پاکستان) ارسال کریں

ناشر: عبدالرحمٰن باوا طابع: سید شاہد حسن
مطبع: القادر پرنٹنگ پریس مقام اشاعت: ۱۰۳ میزنائن ٹاؤن کراچی

اداریہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ڈاکٹر حبیب اللہ مختار اور مفتی عبدالسمیع کی المناک شہادت ..... ایک بین الاقوامی سازش

علماکرام ان واقعات پر کب تک خاموش تماشائی کا کردار ادا کریں گے؟

اتوار مورخہ ۲ر نومبر ۱۹۹۷ء کو بارہ بج کر ۴۰ منٹ پر کراچی کی معروف شاہراہ بزنس ریکارڈر روڈ پر جامعہ علوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن سے صرف ایک فرلانگ کے فاصلہ پر ہزاروں افراد کی آنکھوں کے سامنے جامعہ علوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن کے رئیس' کئی کتابوں کے مولف' وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے سیکریٹری جنرل حضرت مولانا ڈاکٹر حبیب اللہ مختار' جامعہ علوم اسلامیہ کے استاد حدیث' ناظم' طلباء کے دلوں کی دھڑکن' محبوب ترین استاد' حضرت مولانا مفتی عبدالسمیع اور ڈرائیور محمد طاہر کو گولیوں سے بھون کر شہید کرنے کے بعد گاڑی کو آگ لگادی گئی' جس سے دونوں بزرگ ہستیوں کی نعشیں تک جل کر بھسم ہوگئیں' دہشت و بربریت کی ایسی مثالیں تاریخ میں بہت کم ملتی ہیں۔ (اناللہ واناالیہ راجعون)

تفصیل کے مطابق حضرت ڈاکٹر مولانا حبیب اللہ مختار' حضرت مولانا عبدالقیوم چترالی' حضرت مولانا مفتی عبدالسمیع' مولانا بشیر احمد نقشبندی کے ہمراہ جامعہ علوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن کی گاڑی میں ڈرائیور محمد طاہر کے ساتھ جامعہ علوم اسلامیہ کی شاخ معارف العلوم چاندنی چوک پاپوش نگر میں ایک میٹنگ کے سلسلے میں تشریف لے گئے۔ مدرسہ کے سلسلے میں اہل محلّہ کے کچھ اعتراضات اس حد تک پہنچ گئے تھے کہ حضرت مولانا حبیب اللہ صاحب کا مصالحت کے لئے جانا ضروری ہوگیا تھا۔ وہاں تقریباً" ڈیڑھ گھنٹہ بات چیت کے بعد واپسی کے لئے روانہ ہوئے۔ حضرت مولانا حبیب اللہ صاحب کو دیگر اساتذہ کرام کے ساتھ مسجد اقصیٰ جمشید روڈ میں ختم قرآن کی ایک تقریب میں شرکت کرکے دعا کرانی تھی۔ گاڑی جب پٹیل پاڑہ سے گزرتی ہوئی گرومندر کے چوک کے قریب پہنچ کر چوک کی وجہ سے آہستہ ہوئی تو اچانک ایک موٹر سائیکل سوار گاڑی کے آگے آکر رکا اور اس نے اتر کر ڈرائیور پر فائرنگ شروع کردی جس کی وجہ سے ڈرائیور گاڑی کو بچا کر نہ لے جاسکا۔ اتنے میں اچانک دونوں اطراف سے فائرنگ شروع ہوگئی' جس سے مولانا حبیب اللہ مختار اور مفتی عبدالسمیع صاحب موقع پر شہید ہوگئے۔ مولانا عبدالقیوم صاحب اور مولانا بشیر احمد صاحب نیچے دبک گئے' قاتلوں نے فوری طور پر آتش گیر مادہ پھینک کر گاڑی کو جلادیا۔ مولانا بشیر احمد نقشبندی اگلی سیٹ پر بیٹھے تھے' انہوں نے گاڑی کا دروازہ کھول کر باہر چھلانگ لگائی' جس کی وجہ سے وہ زخمی ہوئے' جبکہ حضرت مولانا عبدالقیوم چترالی نے دو منٹ بعد جب سر اٹھا کر دیکھا تو گاڑی دھوئیں سے بھری ہوئی تھی اور کچھ نظر نہیں آرہا تھا' اور گاڑی میں تپش بڑھ رہی تھی' اگلا حصہ محفوظ دیکھتے ہوئے مولانا عبدالقیوم صاحب نے وہاں سے چھلانگ لگائی اور مولانا بشیر احمد صاحب والے دروازے سے باہر نکلے تو دیکھا کہ پوری گاڑی آگ کی لپیٹ میں ہے' اور اس سے اٹھنے والے شعلے آسمان سے باتیں کررہے ہیں' اور گاڑی کے اندر کا کچھ پتہ نہیں چل رہا' لوگ جمع ہوئے' بڑی مشکل سے دروازہ کھولا اور جلتی آگ میں گھس کر کچھ باہمت نوجوانوں نے اندر جاکر مولانا حبیب اللہ صاحب اور مولانا مفتی عبدالسمیع صاحب کو نکالا تو وہ نہ صرف شہید ہوچکے تھے' بلکہ ان کی نعشیں بھی مکمل طور پر جل کر ناقابل شناخت ہوچکی تھیں۔ مولانا بشیر احمد نقشبندی کو زخمی حالت میں اور مولانا حبیب اللہ مختار' مفتی عبدالسمیع اور ڈرائیور محمد طاہر کو شہادت کی حالت میں ہسپتال لے جایا گیا' جہاں ڈاکٹروں نے بتایا کہ ڈرائیور محمد طاہر تو صرف گولیاں لگنے سے شہید ہوئے' جبکہ ڈاکٹر حبیب اللہ مختار اور مولانا عبدالسمیع صاحب گولیوں اور جلنے کی وجہ سے شہید ہوگئے۔ مولانا عبدالقیوم صاحب کے مطابق جیسے ہی گولیاں چلیں ' ہم نے اس سے بچنے کے لئے اپنے سروں کو نیچے کیا' اور میں ایک طرف کو جھک گیا' میرے اوپر مولانا حبیب اللہ صاحب جھکے' اتنے میں' میں نے آواز سنی "اناللہ واناالیہ راجعون" اور دوسری مرتبہ صرف "اناللہ" سنائی دیا اور آواز بند ہوگئی۔ عینی شاہدین کے مطابق حملہ آور دو اسکوٹروں پر سوار تھے' نیز ایک گاڑی بھی دیکھی گئی۔ بعض عینی شاہدین کے مطابق جلنے والی جگہ سے متصل عمارت کے لوگوں سے پانی وغیرہ مانگا گیا' لیکن انہوں نے دروازے بند کردیئے۔ ایک عینی شاہد کے مطابق کسی بلڈنگ سے بھی گاڑی پر فائرنگ کی گئی۔ گاڑی پر پھینکا جانے والا آتش گیر مادہ اتنا زبردست تھا کہ تین چار منٹ کے اندر اندر گاڑی مکمل طور پر جل کر خاکستر ہوگئی' نیز گاڑی کی چھت پر بھی فائرنگ کے نشانات ملے ہیں۔ اطلاع ملتے ہی طلباء جائے واردات پر پہنچ گئے' دو گھنٹہ امید و بیم کی کیفیت کے بعد ڈھائی بجے کے قریب اعلان کردیا گیا کہ ڈاکٹر حبیب اللہ مختار اور مولانا عبدالسمیع شہید ہوگئے ہیں۔ اعلان ہوتے ہی جامعہ علوم اسلامیہ کے در و دیوار سسکیوں اور آہوں سے گونجنے

لئے۔ مفتی نظام الدین شامزی' مفتی محمد جمیل خان اور مولانا محمد بنوری نے جب طلبا کے سامنے مسجد میں ان علما کی شہادت کا اعلان کیا تو طلبا اپنی چیخوں پر قابو نہ پا سکے۔ تھوڑی ہی دیر میں یہ خبر جنگل کی آگ کی طرح پورے کراچی میں پھیل گئی' کراچی کا اکثر علاقہ سوگ میں بند ہو گیا اور لوگ جامعہ بنوری ٹاؤن کی طرف روانہ ہو گئے' عصر تک مسجد اور اس کے اطراف کی سڑکوں پر تل دھرنے کی جگہ تک نہیں تھی۔ کراچی میں جگہ جگہ فسادات کے خطرات شروع ہو گئے۔ مولانا مفتی نظام الدین شامزی' مولانا امداد اللہ' مولانا عطا الرحمٰن' اور مدرسہ کے دیگر اساتذہ کرام طلبا کو تسلی دینے کے ساتھ ساتھ اطراف پر بھی نگاہ رکھے ہوئے تھے تاکہ شرپسند عناصر صورتحال کا ناجائز فائدہ نہ اٹھالیں۔ مفتی نظام الدین صاحب نے ڈی سی ایسٹ محمد حسین صاحب' کمشنر کراچی' ایس ایس پی اور رینجرز کے کمانڈروں سے رابطہ قائم کر کے ان سے اپیل کی کہ وہ حالات کو اس المناک شہادت کے تناظر میں دیکھیں اور طلبا کو مشتعل نہ کریں۔ نشریاتی اداروں میں سے بی بی سی نے سب سے پہلے ڈاکٹر حبیب اللہ مختار اور مفتی عبدالسمیع کی شہادت کی خبر نشر کر کے پوری دنیا کو اس المناک واقعہ سے آگاہ کیا۔ چند گھنٹوں میں یہ خبر پاکستان بھر میں بھی پھیل گئی اور علما کرام مدرسہ بنوری ٹاؤن پہنچنا شروع ہو گئے۔ دوسری طرف ضلعی انتظامیہ بھی پہنچ گئی۔ شام پانچ بجے اسپتال سے میتیں لائی گئیں اور دارالحدیث میں زیارت کے لئے رکھ دی گئیں۔ پورے پاکستان سے اطلاعات آنی شروع ہو گئیں کہ علما کرام آنا چاہتے ہیں' لہٰذا جنازہ کا وقت دوسرے دن مقرر کیا جائے' لیکن مدرسہ کی انتظامیہ نے فیصلہ کیا کہ تدفین رات کو ہی مناسب ہے۔ مولانا فضل الرحمٰن کوئٹہ میں تھے' انہوں نے اطلاع دی کہ وہ خصوصی طیارے کے ذریعہ کراچی پہنچ رہے ہیں' ان کا انتظار کیا جائے' چنانچہ وہ حافظ حسین احمد اور مولانا عبدالغفور حیدری کے ہمراہ رات نو بجے پہنچے۔ حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی' مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی' مولانا محمد اسفندیار خان' مفتی نظام الدین' مولانا نذیر احمد تونسوی' مولانا محمد اسعد تھانوی' مولانا زرولی خان' مولانا اقبال اللہ' مولانا محمد طیب نقشبندی' مولانا فیض محمد نقشبندی' مولانا محمد احمد مدنی' مولانا فیض اللہ آزاد' مولانا شجاع الملک' مولانا محمد یوسف کشمیری' بھائی یامین' عبدالرشید سورتی صاحب' مولانا سالک ربانی' مولانا سعید احمد جلالپوری' مولانا شیر محمد' قاری شیر افضل خان' مولانا نصیر الدین سواتی' مولانا عبدالکریم عابد' مولانا حکیم مظہر' مولانا عبدالرشید نعمانی سمیت بے شمار علما کرام' ہزاروں طلبا و متعلقین حضرت مولانا بنوری' حضرت مفتی احمد الرحمٰنؒ کے بے شمار عقیدت مند اور مولانا حبیب اللہ مختار اور مفتی عبدالسمیع کے تلامذہ سوگوار حالت میں صف بندی کئے اللہ تعالیٰ کے دربار میں صبر و تحمل کی طلب میں ایستادہ تھے۔ نو بجکر ۵۰ منٹ پر اعلان ہوا کہ نماز جنازہ کی نیت کر لیں' مولانا ڈاکٹر حبیب اللہ مختار' مفتی عبدالسمیع اور محمد طاہر کی نماز جنازہ ادا کی جا رہی ہے۔ تمام اکابر علما کرام کی مشاورت اور خاندان کی اجازت سے مولانا حبیب اللہ مختار کے بڑے بھائی مولانا محمد احمد قمر نے نماز جنازہ پڑھائی۔ نماز کی ادائیگی کے بعد ڈاکٹر حبیب اللہ کا جنازہ ہزاروں سوگواروں نے حضرت اقدس مولانا سید محمد یوسف بنوری رحمتہ اللہ علیہ اور مولانا مفتی احمد الرحمٰن رحمتہ اللہ علیہ کے پہلو میں دفن کرنے کیلئے اٹھایا' منٹوں کا راستہ گھنٹے میں طے ہوا' بعد ازاں اساتذہ کرام اور طلبا نے مفتی احمد الرحمٰن رحمتہ اللہ علیہ کے پہلو میں انہیں سپرد خاک کیا۔ مولانا مفتی عبدالسمیع کے عزیز و اقارب کا تقاضا تھا کہ وہ حضرت مفتی صاحب کی نعش کو پنوعاقل لے جانا چاہتے ہیں۔ مولانا عبدالسمیع صاحب کی میت کو مولانا مفتی خالد محمود' مولانا حماد اللہ شاہ' مولانا مفتی عبدالمجید اور مفتی صاحب کے رشتہ داروں کے ہمراہ روانہ کرنے کے لئے جب طلبا نے جنازہ اٹھایا تو وہ بے تاب ہو گئے' جنازہ بڑی مشکل سے ان سے چھڑا کر ایمبولینس کے ذریعہ روانہ کیا گیا۔ پنوعاقل میں لوگ رات سے ہی انتظار میں تھے' ہزاروں علما کرام اور اہل حق سے وابستہ افراد جمع تھے۔ جنازہ کو ان کے والد کی تعمیر کردہ مسجد لے جایا گیا' حضرت مولانا عبدالصمد ہالیجوی نے نماز جنازہ پڑھائی اور بعد ازاں ان کو سپرد خاک کیا گیا۔ لاڑکانہ سے لے کر حیدر آباد تک کے علما کرام اور اہل دین حضرات جنازہ میں شریک ہوئے' اور وہاں پر ایک عظیم الشان تعزیتی اجلاس بھی ہوا' جس سے خطاب کرتے ہوئے مقررین نے مفتی صاحب کی المناک شہادت کی مذمت کی اور حکومت سے مطالبہ کیا کہ وہ قاتلوں کو فوری طور پر گرفتار کرے' بعد ازاں احتجاجی مہم چلانے کا اعلان بھی کیا گیا۔ ڈرائیور محمد طاہر نہایت ہی صالح نوجوان تھے' اور اساتذہ کی خدمت کے طور پر یہ فریضہ انجام دے رہے تھے' ان کے رشتہ داروں کے کہنے پر میت کو عباس پور کشمیر لے جانے کا انتظام کیا گیا۔ طلبا نے ان کی میت کو پہلے ایئرپورٹ اور پھر عباسہ پہنچایا' وہاں بھی علما کرام جمع تھے اور انہوں نے نماز جنازہ اور تدفین کی تکمیل کے بعد احتجاجی جلسوں کا اہتمام کیا۔ اس وقت صورتحال یہ ہے کہ پورا پاکستان سراپا احتجاج بنا ہوا ہے' ہر عالم دین غمزدہ ہے' اور ہر مدرسہ اپنے آپ کو یتیم سمجھ رہا ہے۔ ڈاکٹر حبیب اللہ مختار یا مفتی عبدالسمیع کی ایک فرد واحد کی حیثیت نہیں تھی' مولانا حبیب اللہ مختار وفاق المدارس کے ناظم اعلیٰ اور جامعہ بنوری ٹاؤن جیسے مرکزی مدرسہ کے مہتمم ہونے کی وجہ سے طائفہ علما حق کے نمائندے تھے' ان کی ذات پر حملہ پورے ایک مسلک پر حملہ ہے' بقول کسے "یہ دین پر اور اسلام پر حملہ ہے" اسی بنا پر اس واقعہ پر پورے پاکستان کے علما کرام اور اہل دین مغموم ہیں اور ہر شخص سراپا احتجاج بنا ہوا ہے۔ (مزید تفصیل اگلے شمارہ میں ملاحظہ فرمائیں)۔

قسط نمبر۲

قادیانی نظریات ملا علی قاری کی عدالت میں

دمشق اور قادیان:-

مرزا غلام احمد قادیانی صاحب بزعم خود عیسیٰ علیہ السلام کو مارنے سے فارغ ہوئے تو خود عیسیٰ بن مریم بننے کے لئے "تاویلات" کرنے لگے۔ اور تاویلات ایسی کہ سننے والوں کو قرآن و حدیث پر رحم اور مرزا صاحب پر ہنسی آنے لگے۔ عیسیٰ، مریم، دجال، دابۃ الارض، یاجوج ماجوج، آفتاب کا مغرب سے نکلنا، عیسیٰ بن مریم کی علامات، مہدی کی علامات، دجال کی علامات، یاجوج ماجوج کی علامات، دابۃ الارض کی علامات وغیرہ وغیرہ سینکڑوں امور میں مرزا صاحب نے تاویلیں کی ہیں۔ لیکن شیخ علی قاریؒ کی مندرجہ ذیل تصریح مرزا صاحب کی تمام تاویلات باطلہ کے رد کرنے کے لئے کافی ہے۔ بیت المقدس کے بارے میں لکھتے ہیں:

"اور اسی طرح یہ بھی ثابت ہے کہ مہدی اہل ایمان کے ساتھ دجال کے مقابلہ میں دمشق میں قلعہ بند ہوں گے، اور یہ کہ عیسیٰ علیہ السلام مسجد شام کے منارہ سے نازل ہوں گے پس وہ آکر دجال کو قتل کریں گے، اور مسجد میں ایسے وقت داخل ہوں گے جبکہ نماز کی اقامت ہو چکی ہوگی، مہدی کہیں گے کہ یاروح اللہ آگے تشریف لایئے، وہ فرمائیں گے کہ اس نماز کی اقامت تو تمہارے لئے ہوئی ہے۔ مہدی آگے بڑھیں گے اور عیسیٰ علیہ السلام ان کی اقتداء کریں گے، یہ بتانا مقصود ہوگا کہ وہ اب امت محمدیہ میں شامل ہیں، بعدازاں عیسیٰ علیہ السلام ہی نماز پڑھایا کریں گے۔" (موضوعات کبیر ص ۱۲۱)

(مطبوعہ مطبع محمدی لاہور)

شیخ کی اس تصریح کے بعد مرزائی تاویلات کا کوئی ادنیٰ جواز بھی باقی رہ جاتا ہے؟

آسمان سے عیسیٰ علیہ السلام کا نازل ہونا ختم نبوت کے منافی نہیں:-

مرزا صاحب نے ناواقف لوگوں کے ذہن میں یہ وسوسہ بھی ڈالا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان سے نازل ہونا ختم نبوت کے منافی ہے، لیکن اس کی تردید کے لئے شیخ علی قاریؒ کا ایک فقرہ کافی ہے "فقہ اکبر" میں امام اعظمؒ کا ارشاد ہے:

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی

"اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تمام انسانوں سے افضل ابوبکر صدیق ہیں رضی اللہ عنہ"

اور شیخ علی قاریؒ اس کی شرح میں فرماتے ہیں:

"اس سے وہ لوگ مراد ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عالم وجود میں تشریف لانے کے بعد پیدا ہوئے کیونکہ آپ اپنی تشریف آوری کے وقت خاتم النبیین تھے۔ (لہٰذا آپ کے بعد کوئی نبی پیدا نہیں ہوگا) رہے عیسیٰ علیہ السلام؟ سو وہ آپ سے قبل عالم وجود میں تشریف لا چکے تھے، اگرچہ ان کا نزول آپ کے بعد ہوگا۔" (شرح فقہ اکبر ص ۶۷)

اس تصریح سے مندرجہ ذیل امور منقح ہوگئے:

اول:- آپ کے بعد کوئی نبی عالم وجود میں نہیں آئے گا، نہ تشریعی، نہ غیر تشریعی نہ ظلی، نہ اصلی۔

دوم:- حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا زندہ ہونا اور دوبارہ آنا ختم نبوت کے منافی نہیں، کیونکہ وہ آپ سے قبل عالم وجود میں آچکے تھے۔

سوم:- احادیث متواترہ میں "عیسیٰ" کے آنے کی خبر دی گئی ہے، (ازالہ اوہام صفحہ ۲۳۱ طبع پنجم شہادۃ القرآن صفحہ ۱۱۷)

اس سے مراد اصلی عیسیٰ علیہ السلام ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے قبل تشریف لائے، یہ پیش گوئی کسی "فرضی عیسیٰ" سے متعلق نہیں جو "الہامی حمل" سے پیدا ہو، کیا قادیانی حضرات اس تصریح سے کوئی عبرت حاصل کریں گے؟

ختم نبوت:-

مرزا صاحب نے ناواقفوں کے دل میں یہ وسوسہ بھی ڈالا ہے کہ آیت خاتم النبیین نے صرف مستقل اور تشریعی نبوت کا دروازہ بند کیا ہے مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی سے نبوت حاصل ہو سکتی ہے، قادیانی صاحبان امت محمدیہ میں سلسلہ نبوت جاری ہونے پر موضوعات کبیر سے حدیث **"لو عاش ابراہیم لکان صدیقا نبیا"** کے ذیل میں شیخ علی قاریؒ کی عبارت کا حوالہ دیا کرتے ہیں۔ آیئے ٹھیک اسی جگہ میں موصوف کا فیصلہ پڑھئے! صاحب ابن ماجہ سے اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

"البتہ اس کی سند میں ابو شیبہ ابراہیم بن عثمان الواسطی ایک ضعیف راوی ہے، لیکن یہ

تین طرق سے مروی ہے جو ایک دوسرے کی تائید کرتے ہیں' اور حق تعالیٰ کا ارشاد **ما کان محمد .... الی قولہ .... وخاتم النبیین** بھی اسی کی طرف مشیر ہے' کیونکہ یہ آیت اشارہ کرتی ہے کہ آپ کا کوئی صاحبزادہ زندہ نہیں رہا جو بالغ مردوں کی عمر کو پہنچتا' کیونکہ آپ کا صاحبزادہ بھی آپ کی صلب سے ہے' اس کا تقاضا تھا کہ وہ آپ کے کمالات کا حامل اور آپ کا خلاصہ قلب ہوتا' جیسے کہا جاتا ہے کہ "بیٹا باپ پر ہوتا ہے" اب اگر وہ زندہ رہتا' اور چالیس برس کی عمر کو پہنچتا اور نبی بن جاتا تو اس سے لازم آتا کہ آپ خاتم النبیین نہیں۔" (موضوعات کبیر صفحہ ۶۹)

شیخ کی اس تصریح سے مندرجہ ذیل امور واضح ہوئے:

اول:۔ آیت خاتم النبیین میں ختم نبوت کا اعلان ہے اور اس کی بنیاد نفی ابوت پر رکھی گئی ہے' گویا اشارتاً" بتایا گیا ہے کہ اگر ہمیں آپ کے بعد کوئی نبی بھیجنا ہوتا تو آپ کی صلبی اولاد کو زندہ رکھتے۔

دوم:۔ ٹھیک یہی مضمون حدیث **لوعاش ابراہیم** کا ہے' یعنی آپ کے بعد باب نبوت مسدود نہ ہوتا تو صاحبزادہ گرامی زندہ رہتا' کیونکہ جوہر طبعی کے لحاظ سے نبوت کی استعداد رکھتا تھا' مگر چونکہ آپ کے بعد نبوت مقدر نہ تھی' اس لئے ابراہیم رضی اللہ عنہ کی حیات بھی مقدر نہ ہوئی۔

سوم:۔ شیخ علی قاریؒ تصریح فرماتے ہیں کہ صاحبزادہ کے نبی ہونے سے آپ کا خاتم النبیین نہ ہونا لازم آتا تھا' کیا اس کے بعد بھی کوئی عاقل یہ کہہ سکتا ہے کہ غیر تشریعی نبوت کا دروازہ آپ کے بعد بھی کھلا ہے؟ کتنی عجیب بات ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے "لب قلب" کے نبی بننے سے تو ختم نبوت کی مہر ٹوٹ جاتی ہے' لیکن ایک مغل بچہ کے معاذاللہ محمد رسول اللہ بن بیٹھنے سے مہر نبوت نہیں ٹوٹتی؟ قادیانیوں کے ظلم و ستم کی کوئی حد ہے؟

معراج جسمانی:۔

چونکہ مرزا صاحب کے نزدیک جسم عنصری کے ساتھ آسمان پر جانا فلسفہ کی رو سے ممتنع ہے اس لئے وہ معراج جسمانی کے منکر ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ معراج آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم کثیف (نعوذباللہ) کے ساتھ نہیں تھی' بلکہ یہ ایک لطیف کشف تھا (ازالہ اوہام) اس کے بارے میں شیخ علی قاریؒ کا فیصلہ حسب ذیل ہے:

"اور معراج کا واقعہ' یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بیداری کی حالت میں جسد اطہر کے ساتھ جانا آسمان تک اور آگے کے بلند مقامات تک جہاں اللہ تعالیٰ کو آپ کا لے جانا منظور تھا' حق ہے' یعنی متعدد طرق سے ثابت ہے' پس جس شخص نے اس خبر کو رد کیا اور اس کے مقتضیٰ پر ایمان نہ لایا' وہ گمراہ اور بدعتی ہے' یعنی ضلالت و بدعت کا جامع ہے' اور کتاب الخلاصہ میں ہے کہ جس نے معراج کا انکار کیا' تو دیکھا جائے گا' اگر مکہ مکرمہ سے بیت المقدس تک جانے کا منکر ہو تو کافر ہے' اور اگر بیت المقدس سے (آسمانوں تک کے) معراج کا منکر ہو تو کافر نہیں قرار دیا جائے گا؟ (البتہ گمراہ اور بدعتی تصور کیا جائے گا) اور وجہ اس کی یہ ہے کہ مسجد حرام سے بیت المقدس تک جانے کا واقعہ آیت سے ثابت ہے اور وہ قطعی الدلالت ہے' اور بیت المقدس سے آسمان تک کا عروج سنت سے ثابت ہے' اور روایت و درایت کے لحاظ سے ظنی ہے۔"

قادیانی احباب انصاف فرمائیں کہ امام ابو حنیفہؒ سے لیکر شیخ علی قاریؒ تک کا عقیدہ قابل تسلیم ہے؟ یا مرزا غلام احمد قادیانی کا فلسفہ قدیمہ وجدیدہ لائق اتباع ہے۔

عالم حادث ہے' قدیم بالنوع نہیں:۔

ملت اسلامیہ کا اجماعی عقیدہ ہے کہ یہ تمام کائنات حادث ہے' اس کے برعکس مرزا غلام احمد قادیانی کا نظریہ یہ ہے کہ دنیا قدیم بالنوع ہے' وہ لکھتے ہیں:

"چونکہ خدا قدیم سے خالق ہے اس لئے ہم مانتے ہیں اور ایمان لاتے ہیں کہ دنیا اپنی نوع کے اعتبار سے قدیم ہے' لیکن اپنے شخص کے اعتبار سے قدیم نہیں۔"

(لیکچر لاہور ص ۳۹ ۳ ستمبر ۱۹۰۴ء)

اور شیخ علی قاریؒ کا فیصلہ اس سلسلہ میں یہ ہے:

"بلاشبہ عالم حادث ہے' یعنی عدم سے وجود میں آیا' پس جو شخص عالم کے قدیم ہونے کا قائل ہو وہ کافر ہے۔"

قادیانی احباب توجہ فرمائیں کہ عالم کو قدیم بالنوع ماننے والا مسلمان ہو سکتا ہے؟

مرزا غلام احمد "اہل قبلہ" میں شامل نہیں:۔

گزشتہ سطور سے واضح ہو چکا ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کو اسلام کے بہت سے مسلمہ عقائد سے انکار ہے مثلاً" ختم نبوت کی تشریح' عیسیٰ علیہ السلام کا زندہ ہونا' ان کا آسمان سے نازل ہونا' معراج' ملائکہ' شیاطین' حشر جسمانی' (حوادث عالم وغیرہ وغیرہ) اور شیخ علی قاریؒ کا فیصلہ یہ ہے کہ جو شخص اسلام کے مسلمہ عقائد اور ضروریات دین' میں سے کسی چیز کا منکر ہو وہ مسلمان نہیں' شیخ فرماتے ہیں:

"پھر یہ بھی یاد رہے کہ "اہل قبلہ" سے مراد وہ لوگ ہیں جو ضروریات دین' پر متفق ہوں' مثلاً" دنیا کا حادث ہونا' حشر جسمانی' اللہ تعالیٰ کا کلیات و جزئیات کا عالم ہونا اور ان جیسے دیگر مسائل۔ پس جو شخص عمر بھر طاعات و عبادات کی پابندی کرے مگر ساتھ ہی عالم کے

قدیم ہونے کا عقیدہ رکھتا ہو' یا حشر جسمانی کا قائل نہ ہو' یا یہ عقیدہ رکھتا ہو کہ اللہ تعالیٰ کو جزئیات کا علم نہیں ایسا شخص اہل قبلہ میں سے نہیں۔ اور یہ مسئلہ کہ "اہل سنت کے نزدیک اہل قبلہ میں سے کسی شخص کو کافر کہنا صحیح نہیں" اس سے مراد یہ ہے کہ کسی شخص کو اس وقت تک کافر نہ قرار دیا جائے جب تک کہ اس میں کفر کی کوئی علامت نہ پائی جائے' اور اس سے کوئی ایسی چیز سرزد نہ ہو جس سے کفر ثابت ہو جاتا ہے' (جیسا کہ مرزا قادیانی سے کفریات سرزد ہوئی ہیں)"

قادیانی احباب کو ٹھنڈے دل سے غور کرنا چاہئے کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے ضروریات دین' میں سے کسی چیز کا انکار تو نہیں کیا؟ اسلام کے مسلّمہ عقائد میں تاویل کرکے ان کے مفہوم کو تبدیل نہیں کیا؟ اور موجبات کفر میں سے تو کوئی چیز ان میں نہیں پائی گئی؟ اسلامی عقائد کی کتابوں اور مرزا غلام احمد قادیانی کے افکار و نظریات کے غیر جانبدارانہ تقابلی مطالعہ سے صحیح راستہ واضح ہو سکتا ہے۔ واللہ الموفق

مرزا غلام احمد زندیقوں کی صف میں:۔

مرزا غلام احمد قادیانی نے قرآن کریم اور سنت صحیحہ کے ایسے باطنی معنی بیان کئے جن سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم' صحابہ کرامؓ اور چودہ صدیوں کے اکابر امت نا آشنا تھے' مرزا صاحب کو اس بات پر ناز اور فخر ہے کہ ان پر وہ علوم کھلے ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی معاذ اللہ نہیں کھلے تھے' وہ لکھتے ہیں:

"پس یہ خیال کہ جو کچھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کے بارے میں بیان فرمایا اس سے بڑھ کر ممکن نہیں' بدیہی البطلان ہے۔" (کرامات الصادقین ص ۱۹)

اسی بناء پر انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ارشاد فرمودہ تفسیر قرآن کو کئی جگہ غلط کہا ہے' مرزا صاحب نے "تاویلات" کے ذریعہ قرآن کریم اور حدیث نبویؐ کے اس مفہوم کو بدل ڈالا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دور سے آج تک مسلّم چلا آتا تھا' اسلام کی اصطلاح میں اسی کو زندقہ اور الحاد کہا جاتا ہے۔

شیخ علی قاریؒ فرماتے ہیں:

"کتاب و سنت کے نصوص کو ان کے ظاہری مفہوم پر محمول کیا جائے گا........ اور ظاہری معنوں سے ہٹا کر کتاب و سنت کو ایسے معنی پہنانا جن کا دعویٰ ملاحدہ اور باطنیہ کرتے ہیں' یہ زندقہ ہے۔"

قادیانی احباب صحت فکر کے ساتھ ان احادیث و آیات کا مطالعہ فرمائیں جن کی من مانی تشریحات مرزا صاحب نے اپنی کتابوں میں سپرد قلم کی ہیں' اور پھر مرزا صاحب کی ان تشریحات کا مقابلہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم' صحابہ کرامؓ' تابعین عظام اور ائمہ دین کی ارشاد فرمودہ تشریحات سے کریں۔ اور پھر خود انصاف فرمائیں کہ مرزا صاحب کے بیان کردہ "معنی" خالص زندقہ اور الحاد نہیں تو اور کیا ہیں؟

مرزا غلام احمد کاہنوں کی صف میں:۔

شیخ علی قاریؒ نے مستقبل کے بارے میں پیشگوئیاں کرنے والے کاہنوں کے متعلق لکھا ہے:

"کاہن جو غیب کی خبریں دیتا ہے اس کی تصدیق کرنا کفر ہے' کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے "آپ کہہ دیجئے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا آسمان و زمین میں رہنے والا کوئی شخص غیب نہیں جانتا" اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

"جو شخص "کاہن" کے پاس گیا' پس اس نے جو کچھ بتایا اس کو سچا سمجھا تو اس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل شدہ دین کا انکار کیا۔"

اور "کاہن" وہ شخص ہے جو آئندہ واقعات کی خبر دے اور معرفت اسرار کا دعویٰ کرے اور کہا گیا ہے کہ کاہن' جادوگر ہے۔ اور نجومی جب آئندہ زمانے کے واقعات کے علم کا دعویٰ کرے تو بھی "کاہن" کی مثل ہے' اور اسی کے حکم میں رمال بھی داخل ہے۔

قونوی کہتے ہیں کہ مندرجہ بالا حدیث کاہن' عراف' نجومی سب کو شامل ہے' لہٰذا نجومی اور رمال وغیرہ' مثلاً" کنکریاں پھینکنے والے کی اتباع جائز نہیں۔ اور ان لوگوں کو جو اجرت دی جائے وہ بالاجماع حرام ہے' جیسا کہ بغوی اور قاضی عیاض وغیرہ نے نقل کیا ہے' اسی طرح جو شخص حروف تہجی کے علم (حساب جمل) کا مدعی ہو اس کے قول کی پیروی جائز نہیں۔ کیونکہ وہ بھی کاہن کے معنی میں ہے۔"

(شرح فقہ اکبر ص ۱۷۸)

اس تصریح سے معلوم ہوا کہ جو شخص' حساب جمل کے اسرار کا مدعی ہو وہ کاہن ہے اور اس کی تصدیق کفر ہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے بہت سی جگہ' حساب جمل' سے اپنی نبوت و مسیحیت کا ثبوت پیش کیا ہے اور سورہ والعصر کے حروف سے تو دنیا کی اول سے آخر تک پوری تاریخ ہی بتا دی (دیکھئے لیکچر لاہور ص ۳۹' ۳ دسمبر ۱۹۰۴ء) اسی طرح بیسیوں جگہ حروف ابجد کا حساب لگا لگا کر مسیحیت کے دلائل مہیا کئے۔ اس لئے شیخ علی قاریؒ کے بقول مرزا غلام احمد کے "کاہن" ہونے میں کوئی شبہ نہیں۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد آپ سن ہی چکے ہیں کہ "کاہن" کی تصدیق کرنا کفر ہے۔

مدعی نبوت مستحق قتل ہے:۔

شیخ نے کاہنوں اور نجومیوں وغیرہ کے افعال و اطوار پر تفصیل سے لکھنے کے بعد کہا ہے "ان (پیشگوئی کرنے والوں) میں بعض لوگ قتل کے مستحق ہیں' مثلاً" وہ شخص جو ان بیہودہ خوش گپیوں کے ذریعہ نبوت کا دعویٰ کر

ڈالے یا شریعت کی کسی چیز کو بدلنا چاہے' اور اس قسم کے اور لوگ۔"

مرزا غلام احمد قادیانی کا پیشگوئیوں کی بنیاد پر دعویٰ نبوت کرنا تو ہر خاص و عام کو معلوم ہے' اور دینی حقائق کے بدل ڈالنے میں بھی موصوف نے کوئی کسر نہیں چھوڑی۔

دعویٰ نبوت بالاجماع کفر ہے:۔

مرزا غلام احمد صاحب کا دعویٰ نبوت محتاج ثبوت نہیں' انہوں نے اپنی نبوت کے ثبوت میں' معجزات' دکھانے کا اعلان بھی کیا۔ شیخ علی قاری" لکھتے ہیں:

"اور میں کہتا ہوں کہ معجزہ نمائی کا چیلنج دعویٰ نبوت کی فرع ہے' اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا دعویٰ کرنا بالاجماع کفر ہے۔"

مرزا غلام احمد کی خاص علامت:۔

شیخ علی قاری" نے جھوٹے مدعی نبوت کی ایک عجیب علامت لکھی ہے:

"جب بھی کسی جھوٹے نے نبوت کا دعویٰ کیا اس کی جہالت اور جھوٹ کا پول ہر ادنیٰ عقل و فہم کے آدمی کے سامنے کھل گیا۔"

قادیانی صاحبان! اگر مرزا صاحب کے الہامات کی تاریخ' ان کے دعاوی کی تدریج اور ان کی تحدی آمیز پیش گوئیوں کے انجام پر بنظر صحیح غور فرمائیں تو یہ علامت مرزا صاحب پر ٹھیک چسپاں نظر آئے گی۔

کافر حکومت کی تعریف و توصیف:۔

شیخ علی قاری" فرماتے ہیں:

"فتاویٰ بزازیہ میں ہے کہ جس نے ہمارے زمانے کی حکومت کو "عادل" کہا وہ کافر قرار دیا جائے گا' کیونکہ وہ بالیقین "ظالم" ہے (اور یہ ظلم کو عدل بتاتا ہے)"

اللہ اکبر! ایک مسلمان مگر ظالم حکومت کو عادل کہنا شیخ کے نزدیک کفر ہے' اور ایک کافر گورنمنٹ کو خدا کا نور' ظل الٰہی' اور رحمت خداوندی' قرار دینے کا کیا حکم ہوگا؟

مرزا غلام احمد قادیانی نے صلیب پرست حکومت کی تعریف و توصیف میں بقول خود پچاس الماریاں تصنیف کی ہیں۔ جس ظالم نے مسلمانوں کو ظلم و استبداد کے شکنجے میں کسا' جس نے ہزاروں اولیاء' صلحاء' کو تختہ دار پر کھینچا' دار و رسن اور قید و بند کا تختہ مشق بنایا' جس نے قرآن کریم جلایا' بیت اللہ پر گولیاں برسائیں' حرم مقدس کو خون شہیداں سے لالہ زار کیا' جس نے اسلام اور مسلمانوں کو صفحہ ہستی سے مٹانے کے لئے ابلیسانہ حربے استعمال کئے' جس نے عالم اسلام پر جبر و تشدد کے پہاڑ توڑے' جس نے خود مرزا غلام احمد کی رپورٹ کے مطابق اسی لاکھ مسلمانوں کو عیسائی بنایا' اور جس کی "تہذیب جدید" نے دنیا سے روائے انسانیت چھین لی۔ مرزا صاحب اس جابر و ظالم اور کافر حکومت کو "خدا کا نور" کہتے ہیں۔ صرف اس لئے کہ یہ کافر حکومت قادیانی نبوت کی پاسبان و حلیف تھی' کیا اس کے کفر ہونے میں کوئی شک و شبہ باقی رہ جاتا ہے؟

••

بقیہ : قادیانی نبوت کی حقیقت اور اوصاف و لوازم

کہ اگر وہ ہزار نبی پر بھی تقسیم کئے جائیں تو ان کی نبوت بھی ثابت ہو جائے۔" العیاذ باللہ دیکھئے مرزا صاحب کی کتاب چشمہ معرفت ص ۳۱۷ خزائن ص ۳۳۲ ج ۲۳

اب فرمایئے کہ مرزا صاحب کا اصل مقصد کیا ہے؟ ان کی اصل حیثیت اور پوزیشن کیا ہے؟ یہ کس منصب کے مدعی ہیں؟ یہ قول و فعل کا عظیم تضاد تناقض کس نتیجہ کا پیش خیمہ ہے؟ بلکہ قول اور قول کا تضاد بلکہ تضاد در تضاد بلکہ اس سے بھی آگے ایک ایک بات میں چار چار پانچ پانچ پہلو اور رخ۔ سوائے ایک اعلان کے اور وہ ہے حرمت جہاد جو اصل ہدف ہے۔ اس میں کوئی تضاد یا تناقض نہیں ملے گا باقی تمام دعاوی و اعلانات میں قدم قدم پر تضاد سامنے آئے گا۔ آخر ایسا کیوں ہے؟ تو حقیقت یہی ہے کہ جناب قادیانی کا ایک مخصوص مشن تھا۔ مقصد تھا' ہدف تھا اور وہ دین دشمن قوتوں کی سرپرستی میں ملت اسلامیہ سے جذبہ حریت اور جہاد کا کھرچنا اور ختم کرنا ہے جس کا مرزا صاحب نے صدہا بار اپنی تحریرات میں بلاتضاد کھل کر اظہار کیا ہے اور نہایت نامناسب اور غیر معقول انداز میں قدم قدم پر جذبہ جہاد' حریت کو کچلنے کی کوشش کی۔

جناب مرزا صاحب کا مقصد وحید صرف اور صرف وہی تھا یہ چند دینی عنوانات تو محض ذرائع و اسباب کے طور پر اپنائے گئے تھے' چنانچہ صاحب بہادر نے صاف طور پر لکھا ہے کہ :

"میری دعوت کی مشکلات میں سے ایک رسالت اور وحی الٰہی اور مسیح موعود ہونے کا دعویٰ تھا۔" (براہین احمدیہ ص ۵۳ ج ۵' خزائن ص ۶۸ ج ۲۱ طبع ربوہ)

لہٰذا کوئی بھی فرد انسانی قادیانیت کے متعلق کسی شک و شبہ میں مبتلا نہ ہو کہ شاید یہ کوئی مذہبی تحریک یا سلسلہ ہے۔ ہرگز نہیں بلکہ یہ خالصتاً" اور باقرار خود ایک پولیٹیکل اور تخریبی تحریک ہے جس کو کسی بھی مذہب یا حقیقت پسندی کے ساتھ رتی بھر رابطہ نہیں ہے۔ اللہ کریم ہر فرد مسلم کو ایسے ابلیسی فتنوں سے محفوظ رکھے۔ (آمین)

قسط نمبر۳

یار غار، رفیق نبوت، محسن امت خلیفہ اول

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

مولانا نذیر احمد تونسوی

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی زبان سے اس آیت قرآنی کو سن کر صحابہ کرام رضی اللہ عنھم اجمعین چونک پڑے، چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے تاثرات یہ ہیں کہ اس آیت کو سن کر میرے پاؤں ٹوٹ گئے، کھڑا رہنے کی قوت نہ رہی، زمین پر گر گیا، اور مجھے یقین ہوگیا کہ بے شک رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے رحلت فرمائی ہے۔ علم و حکمت اور حقائق سے بھرپور آپ رضی اللہ عنہ کے اس خطبے نے جادو کا کام کیا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنھم اجمعین فرماتے ہیں کہ ہمیں ایسا معلوم ہوا کہ یہ آیت آج ہی نازل ہوئی ہے، حالانکہ اس سے قبل کئی مرتبہ یہ آیت ہم پڑھ چکے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد سب سے اہم مسئلہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جانشین کے انتخاب کا تھا تاکہ مسلمانوں کے درمیان اختلاف و انتشار پیدا نہ ہو۔ اگرچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کئی احادیث مبارکہ میں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو اپنا جانشین مقرر کردیا تھا، چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سب سے پہلے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو امیر حج بناکر بھیجنا، مسجد نبوی کی بنیاد کے وقت پہلے خود پتھر رکھ کر پھر سب سے پہلے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے پتھر رکھوانا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی زندگی کے آخری ایام میں حکم دیکر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو امام بناکر سترہ نمازیں ان سے پڑھوانا، صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو اپنا خلیفہ بلافصل اور جانشین مقرر کرنے کے مترادف تھا، یہی وجہ ہے کہ خلیفہ رابع حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے جب کسی نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے متعلق سوال کیا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جن کو ہمارے دین کی پیشوائی کیلئے مقرر فرمایا تھا، ہم نے دنیا کیلئے بھی ان کو اپنا پیشوا بنالیا۔

چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جاں نثاروں میں مہاجرین و انصار دو اہم جماعتیں تھیں جنھوں نے اسلام کیلئے بے پناہ قربانیاں دیں اور مصائب برداشت کیے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد معمولی افہام و تفہیم کے بعد دونوں جماعتوں اور دیگر تمام مسلمانوں نے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خلافت پر اجماع کرتے ہوئے بالاتفاق انہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا جانشین مقرر کرکے ان کے ہاتھ پر بیعت خلافت کی، خلیفہ منتخب ہونے کے بعد اس موقع پر سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے وہ تاریخی خطبہ ارشاد فرمایا جو آپ کی خلافت کا دستور العمل تھا، فرمایا اے لوگو! میں تمہارا حاکم بنا دیا گیا ہوں، حالانکہ میں تم سے بہتر نہیں ہوں، اگر کوئی اچھا کام کروں تو میری مدد کرو، اگر غلطی کروں تو اصلاح کردو، دیکھو! سچائی امانت ہے، اور جھوٹ خیانت، تم میں سے جو شخص کمزور ہے وہ میرے نزدیک طاقتور ہے، جب تک کہ میں اسے اس کا حق نہ دلادوں، اور جو شخص طاقتور ہے وہ میرے نزدیک کمزور ہے، جب تک کہ میں اس سے دوسروں کا حق نہ لے لوں، دیکھو! جس قوم نے اللہ کی راہ میں جہاد کرنا چھوڑ دیا، اللہ نے اسے ذلیل کردیا، اور جس قوم میں بدکاری پھیل جاتی ہے، خدا اس میں مصیبت پھیلا دیتا ہے، جب تک میں خدا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کروں، تم بھی میری اطاعت کرو، اور جب میں خدا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کروں تو تم بھی میری اطاعت سے آزاد ہو۔

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے خلافت جیسا غیر معمولی منصب سنبھال کر مسند خلافت پر قدم رکھا تو چاروں طرف اسلام کے خلاف فتنے ہی فتنے نظر آئے۔ نو مسلم قبائل اسلام سے برگشتہ ہوکر مسلمانوں کے مخالف ہوگئے۔ منکرین زکوۃ کا فتنہ مسلمانوں پر حملہ آور ہونے کیلئے تیار ہوگیا، منکرین ختم نبوت اسود عنسی، مسیلمہ کذاب، طلیحہ اسدی اور سجاح بنت حارث وغیرہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت سے بغاوت کرکے اسلام کے خلاف ایک مضبوط محاذ کھول دیا۔ ان حالات میں خلیفہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے تمام فتنوں کے اندھیروں کا پردہ چاک کیا اور خداداد صلاحیت، جرات و ہمت، عزم و استقلال اور اپنی فکر روشن سے وہ کارنامے انجام دیئے، جو تاریخ اسلام کی پیشانی کا نور، مسلمانوں کے دل کا سرور، اور قوت ایمانی سے بھرپور ہیں۔ پھر ایرانی اور رومی شہنشاہیت کا تختہ الٹنے کیلئے (جن کے مظالم سے دنیا کراہ رہی تھی) سب سے پہلے

آپ رضی اللہ عنہ نے ہاتھ بڑھا کر علم جہاد بلند کیا۔

جب آفتاب رسالت رحمت الٰہی کے شفق میں غروب ہوا' تو مسلمانوں پر رنج والم کے پہاڑ ٹوٹ پڑے' کوئی مسلمان ایسا نہ تھا جس کی آنکھیں اس واقعہ ہائلہ کے ماتم میں خون فشانی نہ کر رہی ہوں' اس وقت نہ صرف عالم ارضی نیر ہدایت کی ضیاء بخشیوں سے محروم ہو گیا' بلکہ اس کے ساتھ ہی مسلمانوں کا قومی نظام اور سیاسی اقتدار بھی زیرو زبر ہونے لگا' یہ وقت صحابہ کرامؓ کیلئے ابتلاء و آزمائش کا ایک نیا دور تھا' جونہی وصال نبویؐ کی خبر اکناف ملک میں پھیلی تو اکثر نومسلم قبائل عرب جن کے دلوں میں نور ایمان کی چمک مکمل طور پر منعکس نہیں ہوئی تھی ایک ایک کرکے مرتد ہونے لگے اور منافقین کو اپنا کفر آشکار کرنے کی جرات ہوئی' گویا رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال دراصل لوگوں کیلئے مقیاس الایمان تھا جو ان کے کفرو ایمان کی صحیح کیفیت بتارہا تھا۔ اس وقت نہ صرف منافقین کو اپنا کفر برملا ظاہر کرنے کا حوصلہ ہو گیا بلکہ عرب کے اکثر نومسلم قبائل مرتد ہو گئے اس پر مستزاد یہ کہ یہود و نصاریٰ بھی ہر طرح کے فساد و سرکشی پر آمادہ نظر آئے' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ظل عاطفت کا فقدان' مسلمانوں کی قلت تعداد اور اعدا کی کثرت وغیرہ یہ وہ اسباب تھے جنہوں نے بقول ابن اثیر مسلمانوں کا وہی حال کر دیا جو بارش کی شب ظلام میں بکریوں کا ہو جاتا ہے۔

مدینہ طیبہ میں صحابہ کرامؓ کی کشتی خاطر اس عام شورش اور ہمہ گیر بغاوت کو دیکھ' دیکھ کر گرداب تفکر میں ڈگمگا رہی تھی' اور ہر مومن قانت کا دل اس حادثہ فاجعہ سے داغ داغ ہو رہا تھا۔ ایسے نازک ترین وقت میں حضرت ابوبکر صدیقؓ کا ہی دل گردہ تھا جس نے سفینہ ملی کو گرداب فنا سے بچالیا ورنہ ناموس ملت بیضاء پر ایک ناقابل تلافی چرکا لگنے میں کوئی کسرباقی نہ رہ گئی تھی۔

لشکر اسامہؓ

مسند خلافت سنبھالنے کے بعد سب سے پہلا مرحلہ صدیق اکبرؓ کیلئے حضرت اسامہ بن زیدؓ کے لشکر کی روانگی تھا' جسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی رحلت سے چند دن قبل رومیوں سے جنگ موتہ کا بدلہ لینے اور اس کی تکمیل کیلئے اپنے منہ بولے بیٹے' محبوب خادم حضرت زید بن حارثہ کے فرزند ارجمند اور اپنے منہ بولے پوتے حضرت اسامہؓ کی سربراہی میں خود حکم دے کر روانہ کیا تھا اور جس میں خلیفہ ثانی حضرت عمرؓ سمیت بڑے بڑے جلیل القدر صحابہ کرامؓ شامل تھے۔ یہ لشکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی علالت کی وجہ سے مدینہ طیبہ کے باہر جاکر رک گیا تھا۔ خلیفہ اول سیدنا ابوبکر صدیقؓ مذکورہ لشکر کو ہر حال میں سب سے پہلی فرصت میں روانہ کرنے کے حق میں تھے۔ جب مسلمانوں نے دیکھا کہ امیرالمومنین حضرت ابوبکر صدیقؓ ایسے نازک ترین اور پر آشوب حالات میں بدستور لشکر اسامہؓ کی روانگی پر مصر ہیں تو انہوں نے عرض کیا کہ اے خلیفہ رسولؐ! اس وقت یہی لوگ یعنی حضرت اسامہؓ کا لشکر ہی اسلامی جمعیت کی کل کائنات ہے' اور عرب کی جو حالت ہو رہی ہے' اس نے دلوں میں قلزم غم کی طغیانی برپا کر رکھی ہے' اس لئے یہ کسی طرح مناسب نہیں کہ موجودہ حالت میں مسلمانوں کی جمعیت کو منتشر کرکے مدینہ طیبہ کو اعداء کے حملوں کی آماجگاہ بنادیا جائے' اس قسم کی تجاویز اور آرا سن کر خلیفہ رسول حضرت ابوبکر صدیقؓ نے بڑی جرات اور اطاعت رسول کے سب سے اونچے درجے پر فائز ہونے کا ثبوت دیتے ہوئے ایسی تجاویز اور مشوروں کو سختی سے مسترد کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

"واللہ! اگر مجھے یہ بھی معلوم ہو جائے کہ لشکر اسامہؓ کی روانگی کے باعث مجھ پر آسمان ٹوٹ پڑے گا' یا مجھے زمین نگل جائے گی تو بھی میں اس لشکر کو ضرور روانہ کروں گا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو حکم دیا اسے بہرحال پورا کرکے رہوں گا۔ فرمایا میں اس جھنڈے کو ہرگز نہیں کھول سکتا جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھوں سے باندھا ہو' اور نہ ہی اس لشکر کو روک سکتا ہوں جسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود روانہ فرمایا ہو۔ امیرالمومنینؓ نے ایک فصیح و بلیغ خطبہ ارشاد فرمایا جس میں مسلمانوں کو شریک غزا ہونے کی تحریض فرمائی' اور حکم دیا کہ حضرت اسامہؓ کے لشکر والے لشکر گاہ کی طرف چلے جائیں سب لوگ حسب فرمان لشکر میں شامل ہو گئے' اور اس طرح مسلمان مدینہ منورہ میں خال خال رہ گئے۔"

اب حضرت اسامہؓ نے خلیفہ ثانی جناب حضرت عمر فاروقؓ کو جو ان کی فوج میں شامل تھے امیرالمومنین حضرت ابوبکرؓ کی خدمت اقدس میں یہ پیغام دیکر بھیجا کہ اگر حکم ہو تو میں لشکر کو آپؓ کے پاس واپس لے آؤں کیونکہ اسلام کی ساری جمعیت اور قوم کے سارے اکابر میرے لشکر میں شریک ہیں اس لئے مجھے خلیفہ رسالت' حرم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانان مدینہ کی طرف سے بڑا کھٹکا ہے کہ مبادا دشمن حملہ آور ہو کر انہیں تباہ و برباد کر جائیں۔ اس کے علاوہ بعض انصار نے حضرت عمرؓ سے یہ بھی کہا کہ آپؓ جاکر ہماری طرف سے خلیفہ رسولؐ کی

خدمت میں عرض کردیجئے کہ حضرت اسامہؓ غلام اور غلام زادہ ہیں فاروق اعظمؓ جیسے جلیل القدر صحابی سے کسی دینی یا دنیاوی فضیلت میں برابر نہیں اور عمر میں بھی چھوٹے ہیں' مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان سر آنکھوں پر ہے تاہم اتنی مہربانی فرمائی جائے کہ کسی ایسے شخص کو لشکر کا امیر مقرر فرمایا جائے جو تجربہ کار اور حضرت اسامہؓ سے عمر میں بڑا ہو' حضرت فاروق اعظمؓ نے اس کے جواب میں فرمایا کہ عمرؓ کی کیا مجال ہے کہ جس شخص کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے امیر تجویز فرمایا ہو اس کے حکم اور اطاعت سے ذرا بھی سرتابی کرے اور اس کی جگہ کسی اور شخص کا امیر بنایا جانا گوارا کرے۔ بہرحال خلیفہ ثانی حضرت عمر فاروقؓ امیر لشکر حضرت اسامہؓ کے حکم سے امیرالمومنینؓ کے پاس گئے اور ان کا پیغام پہنچادیا۔ خلیفہ رسولؐ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا کہ اگر مجھے اس بات کا بھی خوف ہو کہ جیش اسامہؓ کی روانگی کے نتیجہ میں مجھے جنگل کے بھیڑیے اور شیر پھاڑ کھائیں گے تب بھی میں لشکر اسامہؓ کو ضرور روانہ کروں گا۔ اور گو میرے پاس یہاں ایک آدمی بھی نہ رہ جائے' مگر سردار دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ کبھی مسترد نہیں کروں گا۔ پھر حضرت عمرؓ نے یہ عرض کیا کہ انصار کی یہ خواہش ہے کہ کسی ایسے شخص کو امیر مقرر فرمائیں جو عمر میں حضرت اسامہؓ سے بڑا ہو' یہ سن کر حضرت ابوبکرؓ انتہائی ناراض ہوئے اور فرمایا کہ حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے تو حضرت اسامہؓ کو لشکر کا سردار بنایا تھا' مگر تم لوگ چاہتے ہو کہ میں انہیں معزول کردوں بخدا یہ کبھی نہیں ہوسکتا۔ یہ تھا امیرالمومنینؓ کا جذبہ کہ سارا عرب دشمن ہے اور ہروقت اسلام کے دارالخلافہ مدینہ طیبہ پر حملوں اور یورشوں کا کھٹکا ہے مگر آپؓ کی جبین استقلال پر شکن تک نہیں آئی' اور آپؓ کو اس بات پر برابر اصرار ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مرضی مبارک کا ہر حال میں احترام کیا جائے۔ یہی وہ صفات تھیں' جن کی بدولت آپؓ صدیق اکبر اور افضل البشر بعد الانبیا کہلائے۔ بقول کسے۔

ہے زمانہ معترف صدیقؓ تیری شان کا
صدق و اخلاص کا' ایمان کا ایقان کا
تجھ سے پھیلا نور اسلام عرب میں اور شام میں
مٹ گیا نام ارتداد و کفر کے طغیان کا شیطان کا
انبیا کے بعد رتبہ ہے تیرا سب سے بلند
مقتدا ہے تو علیؓ کا ابوذرؓ و سلمانؓ کا

بالآخر امیرالمومنین حضرت ابوبکر صدیقؓ مدینہ طیبہ سے نکل کر لشکر گاہ میں تشریف لے گئے' اور لشکر اسامہؓ کو خود اپنے ہاتھوں سے روانہ فرمایا۔ اس وقت حالت یہ تھی کہ خلیفہ رسولؐ تو پیدل چل رہے تھے اور حضرت اسامہؓ امیر لشکر گھوڑے پر سوار تھے۔ حضرت اسامہؓ نے عرض کیا کہ اے امیرالمومنین! یا تو آپؓ بھی سوار ہوجایئے۔ ورنہ مجھے اجازت دیجئے کہ گھوڑے سے اتر کر پیدل چلوں۔ فرمایا خدا کی قسم! دونوں میں سے ایک بات بھی نہیں ہوگی بلکہ اس میں تو میرا نفع ہے کہ مجاہدین اسلام کے ساتھ تھوڑی دور تک چل کر میں اپنے قدموں کو گرد آلود کرلوں' کیونکہ مجاہد فی سبیل اللہ کے ہر قدم کے بدلے سات سو نیکیاں اس کے نامہ اعمال میں لکھی جاتی ہیں۔ جب واپس لوٹنے لگے تو حضرت اسامہؓ سے فرمایا کہ اگر تمہارے نزدیک نامناسب نہ ہو تو حضرت عمرؓ کو میری رفاقت و اعانت اور مشورہ کیلئے میرے پاس چھوڑ جاؤ۔ حضرت اسامہؓ نے بخوشی انہیں اجازت دے دی۔ حضرت ابوبکرؓ نے رخصت ہوتے وقت حضرت اسامہؓ کو نصیحت و وصیت کی کہ کسی معاملہ میں کسی شخص سے خیانت نہ کرنا'

باقی صفحہ ۱۷ پر

پاکستان میں مردم شماری پھر ملتوی کردی گئی ہے' آخری مردم شماری ۱۹۸۱ء میں ہوئی تھی۔ اور آئین کے مطابق ہر دس سال بعد مردم شماری کا ہونا لازم ہے' جس کی وجہ سے عوام کے حقوق ادا کرنے میں حکومت کو سہولت ہوتی ہے۔ مگر ایک یہ پاکستان ایسا ملک ہے جس میں مردم شماری تقریباً ۱۷ سال ہوئے ہونے میں نہیں آرہی ہے۔ ہر دفعہ التوا پر مختلف وجوہات کا بہانہ بنادیا جاتا ہے' مردم شماری نہ ہونے کی وجہ سے مسائل مسلسل پیدا ہورہے ہیں۔ اور اس کی وجہ سے ملکی اور غیر ملکی باشندوں کی کوئی تمیز باقی نہیں ہورہی' ملکی وسائل غیر ملکی باشندوں پر خرچ ہورہے ہیں۔ پاکستان کے باشندوں کی مشکلات میں مسلسل اضافہ ہورہا ہے' حکومت اور میڈیا کے نزدیک مردم شماری کا التوا چاہے کچھ بھی بیان کیا جائے مگر حقیقت اس کے برعکس ہے۔ ۱۹۷۴ء کی تحریک ختم نبوت کے نتیجہ میں نوے سالہ پرانا قادیانیت کا مسئلہ قومی اسمبلی میں حل ہوا' اور قادیانیت کے سلسلہ میں دفعہ ۲۶۰ میں (۳) کا اضافہ ہوا' اور قادیانیت غیر مسلم شیڈول کاسٹ میں درج ہوئی۔ مگر قادیانیت جو کہ مفاد پرستوں کا ٹولہ ہے' مسلمانوں کے بدترین دشمن ہونے کے باوجود مسلمانوں میں گھسے ہوئے ہیں' ۱۹۸۱ء کی مردم شماری تک قادیانیت آئینی طور پر غیر مسلم تو قرار دیئے گئے' مگر خلاف ورزی پر آئینی سزا مقرر نہیں تھی' جس کی وجہ سے اس مردم شماری میں قادیانیوں نے اپنے کو مسلمانوں کی فہرست میں لکھوایا' اور نام نہاد مسلمان بن کر مسلمانوں کے

ڈاکٹر دین محمد فریدی' بھکر

مردم شماری کے خلاف قادیانی سازش

حقوق پر ڈاکہ ڈالا۔ ۱۹۸۴ء کی تحریک ختم نبوت کے سلسلہ میں آئین کی دفعہ ۲۹۵ میں (B) کا اضافہ ہوا' اور دفعہ ۲۹۸ میں (C) کا اضافہ ہوا۔ قادیانیت پر شعائر اسلام استعمال کرنے اور مسلمان کہلانے پر تین سال قید اور جرمانہ کی سزا سنانے کا حکم نافذ ہوا' اس سے پہلے قادیانی غیر مسلم ہونے کے باوجود بڑے دھڑلے سے قادیانیت کو اسلام ثابت کرنے کی تبلیغ کرتے تھے' اب ان کی حرکت پر لوئر کورٹ سے سپریم کورٹ اور شریعت کورٹ تک مقدمات پہنچے اور قادیانی سزایاب ہوئے' دفعہ ۲۹۵ میں (C) کا اضافہ توہین رسالت کی سزا' سزائے موت نے قادیانیوں کے حواس اڑادیئے۔ مرزا طاہر کو پاکستان سے فرار ہوکر لندن میں پناہ لینی پڑی' اور پروپیگنڈے کے ذریعے پوری دنیائے کفر کو اپنی حمایت پر آمادہ کیا' یہود و ہنود اور نصاریٰ اسلام کے خلاف قادیانیت کی پشت پناہی کرنے لگے' ورلڈ بینک' آئی ایم ایف' تنظیم حقوق انسانی' اور امریکی حکومت نے کھل کر دباؤ ڈالا کہ یہ دفعات خاص کر دفعہ 295-C ختم کی جائے' عیسائیت کو توہین رسالت پر اکسایا' عدالت میں عام طریق کار سے ہٹ کر کارروائی ہوئی شعائر اسلامی کا کھلے بندوں مذاق اڑایا' خانیوال کے قریب عیسائی بستی کی تباہی کرکے مسلمانوں کو ظالم ٹھہرانے کی ناروا کوشش کی' دہشت گردی کی پوری پشت پناہی کی' کراچی کے حالات خراب سے خراب تر کردیئے' کلیدی آسامیوں پر فائز قادیانیوں نے بھرپور کردار ادا کرکے پاکستان میں اکھاڑ پچھاڑ شروع کی' جمہوری اداروں کو مذاق بنادیا گیا۔ یہ سب کچھ کلیدی آسامیوں پر فائز قادیانی لابی کے توسط سے ہوا' موجودہ مردم شماری سے توقع ہوچلی تھی کہ اس کے ساتھ ہی تناسب کی مد تک حقوق ملیں گے۔ مگر مردم شماری کا اعلان ہوتے ہی قادیانیوں کی طرف سے اعلان شروع ہوگئے کہ ہم آئین کے مطابق مردم شماری میں حصہ نہیں لیں گے۔ قادیانی پہلے ہی آئین کے مطابق ووٹ درج کرانے اور آئین کے مطابق الیکشن میں حصہ لینے سے انکاری ہیں۔ ہر الیکشن کے دوران ربوہ سے بڑے بڑے اشتہار شائع ہوتے ہیں کہ ہم الیکشن کا بائیکاٹ کرتے ہیں' ہم غیر مسلم شیڈول کاسٹ کے تحت حصہ نہیں لیتے' اب مردم شماری میں بھی مرزا طاہر نے واضح اعلان کیا کہ ہم مردم شماری میں حصہ نہیں لیں گے۔ معلوم نہیں اسلامی جمہوریہ پاکستان کے مسلمان حکمران کیا سوچ رہے ہیں؟ ایک چھوٹا سا طبقہ جو کہ اسلام اور پاکستان کا دشمن ہے۔ آئین سے کھلی بغاوت کئے ہوئے ہے' پھر بھی پاکستان کے اہم کلیدی عہدوں پر اسے فائز کررکھا ہے۔ تقریباً" صوبیدار میجر سے لیکر جرنیل تک تین صد کے قریب فوج میں قادیانی اعلیٰ عہدوں پر فائز ہیں۔

علاوہ ازیں سول محکموں میں اہم عہدوں پر قادیانی موجود ہیں' یہ تعداد تناسب آبادی سے کہیں زیادہ ہے' اکثریت کے حقوق غصب کئے ہوئے ہیں۔ ان حالات میں غیر مسلم قادیانی قطعاً" یہ گوارہ نہیں کریں گے کہ ملک میں صحیح مردم شماری آئین کے مطابق ہو' اور ہمارے تناسب کا پول کھل جائے' اس وجہ سے مرزا طاہر کی طرف سے مردم شماری میں حصہ نہ لینے کا اعلان کھلے طور پر کیا گیا۔ ہمیں اسی وقت خدشہ ہوگیا تھا کہ مردم شماری اس دفعہ بھی ملتوی ہوگی اور مردم شماری کا التواء قادیانیوں نے اپنے سر سے اتارنے کیلئے ملک میں کئی نام نہاد تنظیموں کو متحرک کردیا۔ ملک میں لسانی' گروہی' صوبائی' تعصبات یہ سب قادیانیوں کی پیداوار ہیں اور یہ بات اظہر من الشمس ہوتی جارہی ہے کہ دہشت گردی کی تنظیموں کے پیچھے بھی ان ہی افراد کا ہاتھ ہے۔ پھر مردم شماری کا التوا فوج کی جانب سے دباؤ قادیانی عہدیداروں کی کھلی مداخلت ہے' جب سے مردم شماری کا اعلان ہوا سرحدوں پر خواہ مخواہ کی چھیڑ شروع کرکے مردم شماری کے التوا کا بہانہ بنایا گیا کہ اگر مردم شماری ہوئی تو قادیانیوں کی اصل تعداد سامنے آجائے گی اور کلیدی آسامیوں پر جو قادیانی فائز ہیں ان کا پول کھل جائے گا۔ اور پاکستانی قوم تناسب آبادی کے تحت ملازمت کا مطالبہ کرے گی' اس کا آسان طریقہ یہ ہے کہ سرحدات پر جھڑپوں کا بہانہ بنایا جائے۔ کیا اب یہ واضح نہیں ہوچکا کہ ۱۹۶۵ء کی جنگ کے پیچھے جنرل اختر ملک قادیانی کا ہاتھ تھا اور اس جنگ نے ترقی کی شاہراہ پر گامزن پاکستان کو تنزلی کی طرف دھکیل دیا اور پاکستان کو دولخت کرنے میں ایم ایم احمد قادیانی کا پورا رول تھا۔ ہمارا مطالبہ ہے کہ پاکستان میں آئین کے مطابق مردم شماری کروا کے پاکستان کے باشندوں کے حقوق محفوظ کئے جائیں۔

○

مولانا محمد حسین

قادیانیت کا دجل وفریب

ہشیار اے ختم نبوت کے محافظ
کس کام میں مصروف ہے باطل کی ہوا دیکھ

اگر کوئی گہری نظر سے قادیانیت کا مطالعہ کرے تو اس پر یہ حقیقت روز روشن کی طرح واضح ہوجائے گی کہ یہ کوئی مذہبی تحریک نہیں مذہب کے رنگ میں خالص سیاسی چال ہے۔ اس کے بانی نے عمر بھر حکومت برطانیہ کی مداحی کی' بلکہ اس کا خاندان پہلے سے انگریزوں کا کاسہ لیس اور وفادار چلا آتا تھا۔ ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کے بعد انگریز کو خیال آیا کہ جہاد اسلام میں ایک ایسا رکن ہے کہ وہ کسی بھی وقت مسلمانوں کو انگریز کے خلاف بر سرپیکار کرسکتا ہے۔ انہوں نے کوشش کی کہ کوئی ایسا مذہبی غدار اور اپنا وفادار تلاش کیا جائے جو مذہبی رہنما کی شکل میں اس جذبہ جہاد کو ختم کردے۔ لیکن وہ سمجھتا تھا کہ یہ کوئی آسان کام نہیں۔ اگر ایک دو یا دس بیس نام نہاد مولویوں سے حرمت جہاد کا فتویٰ لے بھی لیا جائے تو نص صریح کے مقابلے میں یہ فتویٰ کیسے چلے گا' اور نہ ہی مجدد' مجتہد اور امام کے نام سے اس مسئلہ کو منسوخ کیا جاسکتا ہے۔ صورت صرف یہی ایک تھی کہ نئی نبوت کا تصور پیدا کیا جائے' نبی امت کے اندر معیار اور مرکز کی حیثیت رکھتا ہے' جس کا ہر قول مذہب اور شریعت کہلاتا ہے' جس کا خواب وحی اور الہام حجت ہے' بخلاف اس کے مجتہد خطا کرسکتا ہے اور صوفی کا کشف غلط ہوسکتا ہے' بالآخر نبوت کا دعویدار تلاش کرلیا۔ جس کے منہ میں اپنی زبان رکھ کر جہاد کی منسوخی کا حکم دیا۔

مرزا غلام احمد قادیانی اس کام کو سرانجام دینے کیلئے کھڑا ہوگیا' پوری چالبازی سے کام شروع کیا اور حکومت نے خوب سرپرستی کی' مگر اس کے سامنے ختم نبوت کے بند کو توڑنا ایک مشکل مسئلہ تھا کہ ختم نبوت کا مفہوم جو مسلمانوں کے ذہن میں جم چکا ہے اس کو کھرچ ڈالنے کی کیا صورت ہوسکتی ہے؟ کیونکہ نئی نبوت کا نام سن کر مسلمان مشتعل ہوجائیں گے' اور نبوت کا نام لئے بغیر گاڑی چل نہیں سکتی۔ اس لئے ضرورت تھی کہ انتہائی دجل و تلبیس کے ساتھ ختم نبوت کی مہر کو توڑا جائے' چنانچہ یہ کذاب قادیان دجل و فریب کے مختلف مراحل طے کرتا ہوا بتدریج نبوت کے دعویٰ تک پہنچا۔ مجددیت کا پرچار کیا' مسیح موعود کا رنگ اختیار کیا' مہدی معہود کا ڈھونگ رچایا' مہدی اور مسیح کو ایک قرار دیا۔ مثیل مسیح بنا' ظل و بروز کا فلسفہ پیش کیا' اور امتی لغوی اور مجازی نبوت کی نئی قسم نکالی' یہ سب دعوئی نبوت کے سلسلہ کی کڑیاں تھیں۔ اور یہ تدریجی ارتقاء صرف اسی لئے تھا کہ تمام مسلمانوں کے جذبات سے ٹکر تھی' لیکن پھر بھی مسلمانوں کے مسلمہ معتقدات سے کھیلنا آسان کام نہیں تھا۔ صرف منطق و فلسفہ اور ذہنی اختراع کے زور پر یہ تحریک کامیاب نہیں ہوسکتی تھی۔ اسی لئے کچھ آیات کا سہارا ڈھونڈا' احادیث مبارکہ کے ٹکڑوں سے ناجائز مطلب نکالنے کی کوشش کی' بزرگان دین کے اقوال کو توڑا مروڑا' غرضیکہ تحریف و تلبیس کی کند چھری قرآن و حدیث اور اقوال سلف کے گلے پر چلاتے ہوئے آخر کار ۱۹۰۱ء میں صاف نبوت کا دعویٰ کردیا۔ خدا کروڑوں رحمتیں بھیجے ان حضرات کی قبروں پر جنہوں نے اس فتنہ کی حقیقت کو سمجھا اور اس کے چہرے سے نقاب ہٹادیا۔ اس دجال کی سیاست تھی کہ مسلمان کہلاکر اسلام کی جڑ اکھیڑی جائے' مگر مسلمان ایسی تحریکوں کے مقابلے میں بہت زیادہ حساس ہیں۔ وہ سمجھتے ہیں کہ یہ ایک نئے نبی کی نئی امت ہے' ان کے کلمے کا کوئی اعتبار نہیں' اسوہ صدیقی موجود ہے' اور خدا کی شان دیکھئے اب جبکہ اس فتنہ کو ایک صدی پوری ہوچکی ہے۔ بجائے اس کے کہ اس کے اثرات سے مسلمانوں میں جذبہ جہاد سرد پڑجاتا یہ جذبہ نئے سرے سے بیدار ہوگیا ہے۔ قدرت خداوندی کہ ابتداء میں صرف علما تک یہ بات تھی کہ مرزائیت کفر ہے اور اب سب عام و خاص جان گئے ہیں کہ مرزائیت کفر ہے۔ سرکاری سطح پر فیصلہ ہوا' سیاسی زعماء اور ہر مکتبہ فکر کے دانشوروں کی مجلس میں پوری تحقیق اور بحث تمحیص کے بعد دلائل کی روشنی میں طے ہوا اور ملکی آئین کا حصہ بن گیا کہ قادیانی کہلانے والے مرزائی قادیانی ہوں یا لاہوری بے شک کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ (والحمدللہ علی ذالک)

ختم نبوت KHATME NUBUWWAT

مناظر اسلام حضرت مولانا

محمد منظور نعمانیؒ کی مجلس میں

قاضی محمد اسرائیل گڑنگی مانسہرہ

مولانا نعمانیؒ اسلام کے عظیم جرنیل تھے جس طرف آپ جائیں مولانا نعمانیؒ کے کارہائے نمایاں کو وہاں پائیں گے۔ مولانا نعمانیؒ میں بہت سی صفات تھیں جو بہت کم لوگوں میں پائی جاتی ہیں ان کی ذات پر مضمون لکھنے کے بجائے خیال پیدا ہوا کہ گلستان نعمانیؒ سے ایک سو پھول چن کر امت مسلمہ کے سامنے پیش کئے جائیں۔ یہ آپ کے مختلف باغوں سے چنے ہوئے ہیں اور ان کے نام بتادیئے گئے ہیں:

دربار رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں ہدیہ عقیدت:

۱۔ آپ اپنی مایہ ناز کتاب ”آپ حج کیسے کریں؟“ کے انتساب میں یوں تحریر فرماتے ہیں:

”اگر اس دنیا اور اس زندگی میں آرام گاہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم تک رسائی کی کوئی صورت ہوتی اور سیاہ بخت بھی کسی طرح وہاں پہنچ سکتا تو اپنی مرتب کی ہوئی یہ چھوٹی سی کتاب اپنے دونوں ہاتھوں سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم میں پیش کرکے عرض کرتا۔“

آیا بود کہ گوشہ چشمے بما کنند

محمد منظور نعمانی عفااللہ عنہ

بے نماز خسارہ میں ہے:

۲۔ ہوش و حواس کی حالت میں جس شخص کی ایک وقت کی نماز بھی فوت ہوجائے وہ بڑے خسارہ میں ہے۔ (آپ حج کیسے کریں؟ ص ۱۹)

خدمت میں اللہ ملتا ہے:

۳۔ اہل معرفت کا ارشاد ہے کہ طاعت و عبادت سے تو جنت ملتی ہے اور بندوں کی خدمت کے صلہ میں خود اللہ ملتا ہے (آپ حج کیسے کریں؟ ص ۱۹)

مسجد حرام میں باب السلام سے داخل ہوں:

۴۔ مسجد حرام کے بہت سے دروازے ہیں باب السلام سے داخل ہونا بہتر ہے‘ داخلہ کے وقت بسم اللہ والصلوۃ والسلام علی رسول اللہ کہہ کے داہنا پاؤں اندر رکھئے (آپ حج کیسے کریں؟ ص ۲۸)

عام ناظرین سے التجا:

۵۔ حج کو جانے والے اللہ کے جن بندوں کی نظر سے یہ اوراق گزریں ان سب سے میری عاجزانہ التجا ہے کہ اس سیاہ کار کیلئے بھی موت کے وقت تک دین و ایمان پر ثابت قدم رہنے اور دین کی جدوجہد سے وابستہ رہنے کی اور مرنے کے بعد مغفرت و جنت کی دعا فرمائیں بڑا احسان ہوگا۔ (آپ حج کیسے کریں؟ ص ۴۰)

مواجہہ شریف میں حاضری اور پہلا سلام

۶۔ اس کے بعد پورے ادب و ہوش کے ساتھ (اگر ہوش باقی ہے) مواجہہ شریف میں آیئے اور یہ تصور کرتے ہوئے کہ میں خدمت اقدس میں حاضر ہوں اور میری گزارش حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بہ نفس نفیس سن رہے ہیں پورے ادب کے ساتھ ہلکی آواز سے سلام عرض کیجئے۔ (آپ حج کیسے کریں؟ ص ۹۲)

سیاہ کار کی التجا:

۷۔ یہاں میں آپ سے بڑی ہی عاجزی سے اور ایمانی اخوت کا واسطہ دے کر عرض کروں گا کہ خواہ اس پہلی حاضری میں خواہ اس کے بعد کی کسی حاضری میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس سیاہ کار امتی کی طرف سے بھی عرض کریں کہ اے رب العالمین کے حبیب! اے رحمت عالم (صلی اللہ علیہ وسلم)! آپ کے ایک سیاہ کار اور نابکار امتی محمد منظور نے بھی سلام عرض کیا ہے‘ وہ اپنے لئے والدین کیلئے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے والے اپنے سب محسنوں اور محبوبوں کیلئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مغفرت کی دعا اور شفاعت کا طلب گار اور امیدوار ہے اسے یقین ہے کہ آپ کی شفاعت اور عنایت سے اس کا بیڑہ پار ہوجائے گا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی یہ بھی استدعا ہے کہ حضور والا! اپنے رب سے دعا فرمائیں کہ مرتے دم تک اس کو ایمانی عہد پر قائم رہنے کی توفیق ملے۔

تو کہ کیمیا فروشی نظرے بقلب کن
کہ بضاعتے نداریم وافگندہ ایم دامے

(آپ حج کیسے کریں؟ ص ۹۶-۹۷)

خوش نصیب جگہ:

۸۔ جہاں تک ہوسکے زیادہ وقت مسجد نبوی میں

گزار ہے لاکھوں کروڑوں میل کی اللہ کی زمین میں یہی وہ خوش نصیب قطعہ ہے جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کے حضور میں سب سے زیادہ سجدے کئے نمازیں پڑھیں' خطبے دیئے' دعائیں کیں' اعتکاف کئے۔ (آپ حج کیسے کریں؟ ص ۹۸)

مواجہ شریف میں حاضری کے چار اوقات:

۹۔ اس عاجز کے تجربہ میں چار وقت ایسے ہیں جبکہ مواجہہ شریف میں اطمینان سے حاضری اور عرض و معروض کا موقع اکثر مل جاتا ہے ایک تہجد کے وقت جبکہ مسجد شریف کے دروازے کھلتے ہیں اس وقت داخل ہونے والے اکثر لوگوں کو دیکھا کہ وہ روضۃ الجنۃ میں جگہ قبضانے کی فکر میں یا محراب النبی صلی اللہ علیہ وسلم پر نفل پڑھنے کی کوشش میں اس طرف سبقت کرتے ہیں آپ اگر اس وقت باب جبریل سے داخل ہوکر اور تحیۃ المسجد مختصر پڑھ کر سیدھے مواجہہ شریف پہنچیں تو وہاں کوئی اژدحام اور مجمع انشاء اللہ اس وقت نہ پائیں گے۔ دوسرے ہندوستانی گھڑیوں کے حساب سے دن کو دس بجے اور گیارہ بجے کے درمیان تیسرے غروب آفتاب سے تقریباً" پون گھنٹہ آدھا گھنٹہ پہلے' چوتھے رات کو جب مسجد شریف کے دروازے بند کئے جاتے ہیں۔ اگر آپ اس امید میں بالکل آخری وقت تک وہاں رہیں تو انشاء اللہ کبھی کبھی چند منٹ کیلئے ایسا موقع بھی اس وقت نصیب ہوجائے گا جبکہ آپ کے سوا وہاں کوئی نہ ہوگا۔ (آپ حج کیسے کریں؟ ص ۹۹)

امت کی فکر:

۱۰۔ گزشتہ سال جب اللہ تعالیٰ نے وہاں (مدینہ منورہ گنبد خضراء) کی حاضری کی نعمت سے نوازا تو جب کبھی کسی قدر اطمینان کے ساتھ مواجہہ شریف میں حاضری نصیب ہوئی تو قریب قریب ہر دفعہ بڑی قوت کے ساتھ دل پر اس احساس کا غلبہ ہوتا تھا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے زیادہ خیال اور فکر امت کی دین سے لاپرواہی اور دوری کا ہے اور مسلمانوں کی بگڑی ہوئی زندگی سے آپ سخت مغموم اور متفکر ہیں اور گویا اس بات کے منتظر ہیں کہ آپ سے تعلق اور نسبت رکھنے والے آپ کی امت میں ایمانی روح اور اسلامی زندگی عام کرنے کے لئے کمربستہ ہوں۔ (آپ حج کیسے کریں؟ ص ۱۰۰)

دین کے لئے مشورہ:

۱۱۔ آپ کو بھی اس عاجز کا مخلصانہ مشورہ ہے کہ مواجہہ شریف میں جہاں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ اپنی اور باتیں عرض کریں وہاں کبھی دین کی خدمت و نصرت کا عہد بھی آپ کیجئے انشاء اللہ اس کی برکتیں آپ خود دیکھ لیں گے۔ (آپ حج کیسے کریں؟ ص ۱۰۱)

خوش نصیب قطعہ:

۱۲۔ جنت البقیع کیسا خوش نصیب قطعہ ہے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کتنے مرنے والوں کو اپنے ہاتھ سے اس میں دفن فرمایا۔ سچ کہا کہنے والے نے۔

دفن ہوگا نہ کہیں ایسا خزانہ ہرگز

(آپ حج کیسے کریں؟ ص ۱۰۲)

سراپا دعوت:

۱۳۔ حضرت مولانا الیاس رحمتہ اللہ علیہ اور ان کی دینی دعوت کا مقدمہ آپ نے لکھا ہے ایک جگہ تحریر فرماتے ہیں کہ "کتاب آپ کے سامنے ہے لیکن یہ کتاب صرف پڑھ کر رکھ دینے کی نہیں یہ سراپا دعوت ہے۔" (ص ۴۱)

سودا سستا ہے:

۱۴۔ یہ خالص دینی جدوجہد کے ایک نئے دور کا آغاز ہے کام مدتوں کا چھوٹا ہوا ہے' جو لوگ ہمت کرکے آگے بڑھیں گے ان کی سعادت کا کوئی اندازہ نہیں لگا سکتا صرف وقت اور اللہ کی دی ہوئی قوت کے صرف و استعمال کا سوال ہے اور سودا ایسا ہے کہ جان کی قیمت میں بھی سستا ہے بقول مولانا صدر الدین آزردہ۔

اے دل تمام نفع ہے سودائے عشق میں
اک جان کا زیاں ہے سو ایسا زیاں نہیں

(ص ۴۱-۴۲)

پیغام:

۱۵۔ حضرت مولانا ابوالحسن علی میاں مدظلہ کی مایہ ناز تقاریر بعنوان اصلاحیات کے تعارف کے آخر میں تحریر فرماتے ہیں اور جو پیغام دیا گیا ہے اس کو دوسروں تک بھی پہنچائیں۔ (اصلاحیات ص ۴)

نماز استسقاء تین مرتبہ:

۱۶۔ اس عاجز و عاصی کو بھی اپنی عمر میں تین مرتبہ نماز استسقاء پڑھنے کا اتفاق ہوا ہے پہلی دفعہ اپنے بالکل بچپن میں اپنے اصلی وطن سنبھل میں دوسری دفعہ اب سے تقریباً" ۱۵ سال پہلے لکھنؤ میں اور تیسری دفعہ ۱۹۵۱ء میں مدینہ طیبہ میں اور تینوں دفعہ نماز کے ساتھ ہی اللہ تعالیٰ نے بارش نازل فرمائی (معارف الحدیث جلد سوم ص ۴۳۲)

دور نبوت:

۱۷۔ ہمارے اس دور کیلئے بلکہ چھٹی صدی عیسوی سے اس دنیا کے آخری دن یعنی قیامت تک کیلئے اور پورے عالم انسانی کیلئے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے نبی اور رسول ہیں۔ ان کے خاتم النبین ہونے کا یہی مطلب ہے کہ اب قیامت تک انہی کی نبوت و رسالت کا دور ہے۔ اب اللہ کی رضا اور اس کا قرب حاصل کرنے کی راہ صرف وہی ہے جس کی طرف

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے راہنمائی فرمائی۔(معارف الحدیث ص ۹' جلد سوم)

ریکارڈ:

۱۸۔ قریباً" چودہ سو برس گزر جانے کے باوجود آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری پیغمبرانہ زندگی کا ریکارڈ اس طرح موجود اور محفوظ ہے کہ گویا اپنی خصوصیات کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خود اس دنیا میں رونق افروز ہیں۔(معارف الحدیث ص ۱۰)

۴۰ سال والد کے سایہ میں:

۱۹۔ ابھی چند دن پہلے کی بات ہے اپنے ملک کے ایک مشہور و معروف غیر مسلم فاضل سے "رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے محفوظ ہونے" کے موضوع پر گفتگو کرتے ہوئے ان کی بعض غلط فہمیوں اور عقلی الجھنوں کو دور کرنے کیلئے مجھے کہنا پڑا تھا کہ "میرے والد ماجدؒ" کا انتقال جس وقت ہوا' اس وقت میری عمر قریباً" ۴۵ سال کی تھی گویا میں فہم و شعور کے ساتھ قریباً" ۴۰ سال اپنے والد ماجدؒ کے زیر سایہ رہا ہوں' لیکن میں قسم کھاکے کہہ سکتا ہوں کہ حدیث کے ذریعہ جتنا کچھ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں جانتا ہوں اتنا والد ماجدؒ کے بارے میں نہیں جانتا۔" الحمدللہ مجھے اطمینان ہے کہ یہ بات میں نے غلط نہیں کہی تھی(معارف الحدیث ص ۱۱جلد سوم)

حجتہ اللہ البالغہ:

۲۰۔ اللہ تعالیٰ نے اب سے دو سو سال پہلے ٹھیک اس وقت جبکہ ان مغربی علوم و افکار کی ترقی کا آغاز ہو رہا تھا اس کام کی بنیاد حضرت شاہ ولی اللہ رحمتہ اللہ علیہ کے ہاتھوں سے رکھوادی تھی ان کی بے نظیر کتاب حجتہ البالغہ میں اس کام کے کرنے والوں اور اس راہ پر چلنے والوں کیلئے پوری روشنی موجود ہے۔اس عاجز کا خیال ہے کہ حدیث و سنت کے بارے میں ہمارے اس دور کے ذہنوں کو مطمئن کرنے کا جیسا سامان اس کتاب میں ہے اسلامی کتب خانہ کی کسی دوسری کتاب میں نہیں۔(معارف الحدیث ص ۱۳ جلد سوم)

انتخابات عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع گوجرانوالہ

امیر: مولانا حکیم عبدالرحمن آزاد(کلر آبادی)
نائب امیر اول: حافظ شیخ بشیر احمد(جلیل ٹاؤن)
نائب امیر دوم: مولانا عبدالقدوس عابد(پونڈانوالہ)
نائب امیر سوم: مولانا عبدالغفور قاسمی(وزیر آباد)
جنرل سیکرٹری: قاری محمد یوسف عثمانی(باغبانپورہ)
ڈپٹی سیکرٹری: حافظ احسان الواحد(شاہین آباد)
جوائنٹ سیکرٹری: پروفیسر حافظ محمد انور(فاروق گنج)
ناظم تبلیغ: حافظ عبدالغفور آرائیں(سیالکوٹی گیٹ)
خزانچی: چودھری غلام نبی امرتسری(سیالکوٹی گیٹ)
سیکرٹری اطلاعات: حافظ محمد اعظم ایڈووکیٹ(فاروق گنج)
رابطہ سیکرٹری: سید احمد حسین زید(اسلام پورہ)
سالار: قاضی محمد منصور(گوجرانوالہ کینٹ)
آفس سیکرٹری: حافظ محمد ثاقب(شہزادہ شہید کالونی)

ارکان مجلس شوریٰ:

ماسٹر عنایت اللہ(کوٹ لالہ)' قاری محمد امتیاز' محمد یونس ربانی(نوشہرہ ورکاں)' قاری محمد یوسف قصوری' مولوی عبدالرحمن' محمد آصف جاوید(جبوکے)' قاری شمس الرحمن نعمانی' محمد امان اللہ قاری' ارشد محمود رندھاوا' لیاقت علی ورک' مولانا قاری غلام مصطفیٰ وڑائچ' مولانا محمد اشرف (منڈیالہ وڑائچ)

بقیہ : وعدہ خلافی

وعدہ کرکے بالکل پورا نہیں کرتے(الاماشاءاللہ) بہت کم لوگ ایسے ہوتے ہیں جو اپنی زبان سے وعدہ کرنے کے بعد پورا کرتے ہیں عربی کا ایک جملہ ہے "الکریم اذا وعد وفی" کہ خاندانی آدمی جب وعدہ کرتا ہے تو ضرور پورا کرتا ہے۔لہذا قارئین سے مئودبانہ درخواست ہے کہ وہ زندگی بھر وعدہ وفائی کا عزم کریں اگر خدانخواستہ وعدہ پورا نہ کرسکیں تو پہلے ہی سے کہہ دیں کہ پکا وعدہ نہیں ہے فلاں کام' فلاں وقت میں کرنے کی پوری کوشش کروں گا نہ ہوسکا تو آپ میری طرف سے وعدہ نہ سمجھیں اس طرح جھوٹ بھی نہیں بنے گا اور وعدہ خلافی بھی نہ ہوگی۔دعا ہے کہ اللہ پاک عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائیں۔(آمین)

بقیہ : سیدنا ابوبکر صدیق

کسی سے دھوکہ نہ کرنا' افراط و تفریط سے بچنا' کسی کے ناک کان نہ کاٹنا' بچوں' بوڑھوں' مریضوں اور عورتوں پر رحم کرنا' کسی پھل دار درخت کو نہ کاٹنا' بکری' گائے اور اونٹوں کو بلا ضرورت اکل ذبح نہ کرنا' فرمایا عنقریب تمہارا گزر ایسے لوگوں پر ہوگا جو دنیا کو چھوڑ کر خانقاہوں میں بیٹھے ہوں گے' ان سے اور ان کے مال و اسباب سے تعرض نہ کرنا' ان جملہ ہدایات کو اپنے لئے چراغ راہ بنانا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہیں تلقین فرمائی تھیں۔

سیدنا ابوبکر صدیقؓ کی طرف سے لشکر اسامہؓ کی روانگی کے فیصلے سے اطراف مدینہ ہی میں نہیں بلکہ روم تک اسلامی لشکر اور اسلامی حکومت کی دھاک بیٹھ گئی اور ارتدادی طاقتیں سلمانوں سے خوفزدہ ہوگئیں۔چنانچہ لشکر اسامہؓ کیم ربیع الثانی ۱۱ھ کو مدینہ طیبہ سے روانہ ہوا اور چالیس روز کے بعد فتح و کامرانی کے جھنڈے گاڑتا ہوا واپس آگیا۔چنانچہ شام کا یہ حملہ اسلام کیلئے بے حد مفید ثابت ہوا' منافقین اور مرتدین کے دلوں میں لشکر اسلام کی قوت کا رعب بیٹھ گیا' صدیق اکبرؓ کے اس فیصلے نے اسلام دشمن طاقتوں کے دماغ درست کردیئے۔

www.amtkn.com www.facebook.com/amtkn313 www.emaktaba.info

وعدہ خلافی

مولانا مفتی ہارون مطیع اللہ

سخت ناپسندیدہ خصلت

وعدہ کا مفہوم قریباً" ہر مسلمان الحمدللہ سمجھتا ہے کہ کسی آدمی سے وعدہ کرنا کہ میں فلاں کام کروں گا یا آپ کی خدمت میں حاضری دوں گا ضروری ہے کہ وعدہ پورا کیا جائے' وعدہ پورا نہ کرنا بڑا عیب ہے' وعدہ خلافی کرنے والے شخص کو نہ صرف یہ کہ اسلام پسند نہیں کرتا بلکہ معاشرے میں وہ ہر شخص کی نظر سے گر جاتا ہے حالانکہ ہر انسان یہ چاہتا ہے کہ وہ دوسروں کی نگاہ میں محترم اور صاحب عزت شمار ہو' چونکہ وعدہ کو پورا کرنے کی اسلام میں زبردست تاکید کی گئی ہے لہٰذا وعدہ خلافی کرنے والے کی لوگ قطعی عزت نہیں کرتے۔

قرآن کریم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ: "اور وعدہ پورا کرو وعدے کے بارے میں بازپرس ہوگی" (الاسراء آیت ۳۴)

سابقہ ادیان میں بھی وعدہ پورا کرنے کی تاکید تھی' یہی وجہ ہے کہ رب ذوالجلال نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی تعریف میں فرمایا کہ "ابراہیم وہ ہیں جنہوں نے وعدہ پورا کر دکھایا" (النجم آیت ۳۷)

حدیث کی معروف کتاب ابوداؤد شریف میں ہے کہ "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دعوائے نبوت سے قبل حضرت عبداللہ بن ابو سماءؓ نے آنحضرتؐ سے کوئی چیز خریدی کچھ رقم کی ادائیگی رہ گئی' عبداللہ بن ابو سماءؓ نے حضور اکرمؐ سے بقیہ رقم اس جگہ پہنچانے کا وعدہ کیا جہاں حضور اکرمؐ تشریف رکھتے تھے اتفاق سے عبداللہؓ اپنا وعدہ بھول گئے' حضرت عبداللہؓ کو تین دن بعد اپنا وعدہ یاد آیا' جب وہاں گئے تو دیکھا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اسی جگہ موجود ہیں' چونکہ سابقہ ادیان میں بھی وعدہ پورا کرنے کا حکم تھا اور اللہ کے سارے رسل وعدہ کو پورا کرتے رہے تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قبل از اعلان نبوت بھی ایفائے عہد فرمایا۔" علماء نے لکھا ہے کہ حضور اکرمؐ کا اسی مقام پر تین روز تک موجود رہنا اپنے حق کے حصول کی نیت سے نہ تھا بلکہ ایک طرح کا آپؐ نے بھی' وعدہ فرمایا تھا کہ میں یہاں ہی رہوں گا تو اس وعدے کو پورا فرمایا اور عبداللہ بن ابو سماء رضی اللہ عنہ کے آنے سے پہلے وہاں سے تشریف لے جانا مناسب نہ سمجھا۔ اگر وعدہ کرتے وقت پورا کرنے کا پکا ارادہ ہو مگر بعد میں کوئی مجبوری پیش آگئی تو وعدہ خلافی کا گناہ نہیں ہوگا' اسی طرح اگر وعدہ کرکے پورا کرنا بھول گئے تب بھی مواخذہ نہیں ہوگا۔ اگر ممکن ہوسکے تو جس کے ساتھ وعدہ کیا ہے' مجبوری پیش آنے کی صورت میں فون وغیرہ کے ذریعہ اطلاع کردے تاکہ دوسرا پریشانی سے بچ جائے مگر بغیر کسی مجبوری اور عذر کے وعدہ پورا نہ کرنے والے کو اللہ کے آخری رسول محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد منقول ہے کہ جس شخص کے اندر چار عادتیں ہوں وہ خالص منافق ہے اور اگر ان چار عادات میں سے ایک عادت ہے تو کہا جائے گا کہ اس کے اندر منافقوں والی عادت ہے جب تک اسے چھوڑ نہ دے' وہ چار عادتیں یہ ہیں:

(۱) جب اس کے پاس کوئی چیز امانت رکھی جائے تو اس میں خیانت کرے۔
(۲) جب بھی گفتگو کرے جھوٹ بولے۔
(۳) جب وعدہ کرے پورا نہ کرے۔
(۴) جب جھگڑا کرے تو گالی گلوچ پر اتر آئے۔

اس ارشاد رسولؐ کے پڑھنے کے بعد ہماری کوشش ہونی چاہئے کہ ہم میں کسی کے اندر ان عادات میں سے کوئی عادت ہے تو اسے چھوڑ دینا چاہئے تاکہ خدانخواستہ ہمارا منافقوں میں شمار نہ ہو۔

وعدہ تو اگر بچے کے ساتھ بھی کیا جائے تو اسے پورا کرنا چاہئے چنانچہ ابوداؤد شریف ہی میں ہے کہ عبداللہ بن عامر ایک صحابی ہیں وہ کہتے ہیں میرے بچپن میں ایک مرتبہ میری امی نے مجھ سے کچھ دینے کا وعدہ کیا اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہمارے گھر میں تشریف رکھتے تھے' آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میری والدہ سے پوچھا کہ آپ ان کو کیا دینا چاہتی تھیں؟ میری والدہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں عبداللہ کو ایک کھجور دینا چاہتی تھی آپؐ نے فرمایا کہ یاد رکھو اگر آپ بچے کو کچھ نہ دیتیں تو آپ کے نامہ اعمال میں ایک جھوٹ لکھا جاتا۔ چونکہ عموی طور پر چھوٹے بچوں کو بہلانے پھسلانے کیلئے وعدہ کردیتے ہیں حقیقتاً" وہ چیز نہیں دی جاتی حضور اکرمؐ کے اس ارشاد سے اس معاملہ میں بھی سخت احتیاط کا اشارہ ملتا ہے تاکہ نامہ اعمال میں بلاوجہ ایک جھوٹ شامل نہ ہوجائے۔

بہت سے مسلمانوں کو وعدے کے پاس کا کوئی خیال نہیں ہوتا ایک ہی وقت مختلف علاقوں میں رہنے والے دوستوں کے ہاں جانے کا وعدہ کرلیا جاتا ہے نتیجتاً" کسی ایک جگہ بھی نہیں جایا جاتا' روزمرہ ہمیں کتنے ایسے وعدہ کرنے والوں کے ساتھ واسطہ پڑتا ہے کہ وہ

باقی صفحہ ۱۷ پر

تحریر: مولانا محمد اشرف کھوکھر

امانت کیا ہے؟

اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے جس میں انسان کیلئے دونوں جہاں کی کامیابی اور کامرانی کے اصول و ضوابط موجود ہیں۔ اللہ رب العزت نے جہاں انسان کو بندگی کے اصول و ضوابط سے روشناس کرایا وہاں معاشرتی بگاڑ کو سدھارنے کے طریقے بھی بتلائے تاکہ انسان تعلق مع اللہ اور تعلق مع الخلق دونوں سے عہدہ براہ ہو کر قیامت کے دن اپنے رب سے ابدی کامیابیوں اور کامرانیوں کا پروانہ لیکر سرخرو ہو سکے۔

ان سطور میں امانت کا مفہوم و مطلب سلیس انداز میں سمجھانے کی کوشش کروں گا!

"امانت" ہر وہ چیز امانت ہے جس کے ساتھ کسی کا حق متعلق ہو اور جس کی حفاظت اور مالک کی طرف ادائیگی انسان کیلئے ضروری ہو۔ قرآن مجید میں اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا:

ترجمہ: "بیشک اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ پہنچا دو امانتیں امانت والوں کو۔"

اسی طرح رسول آخرین محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کا مفہوم ہے:

ترجمہ: "جو شخص امانتدار نہیں اس کا ایمان کامل نہیں ہے' اور جو شخص پابند عہد نہیں اس کا دین کامل نہیں۔"

رسول آخرین محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت مدینہ سے پہلے ایک دن چند صحابہؓ کے ہمراہ بیت اللہ میں تشریف لاتے ہیں' کعبۃ اللہ کے اندر نماز کی ادائیگی کیلئے کعبہ کے کلید بردار عثمان بن طلحہ (جو ابھی مسلمان نہیں ہوئے تھے) سے چابی مانگتے ہیں لیکن عثمان بن طلحہ ترش روئی دکھاتے ہوئے بیت اللہ کی چابی دینے سے انکار کر دیتے ہیں' اتنے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان وحی ترجمان سے ارشاد ہوتا ہے کہ "اے عثمان! ایک دن ایسا ہو گا کہ یہ چابی میرے ہاتھ میں ہو گی اور جس کو چاہوں گا دے دوں گا" عثمان بن طلحہ کہنے لگے' وہ دن قریش کی ذلت کا دن ہو گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "نہیں وہ دن قریش کیلئے شرف و عزت کا دن ہو گا۔" مختصر عرض کروں گا رسول آخرین صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش کے ناروا سلوک سے تنگ آکر بحکم خدا مدینہ ہجرت فرمائی' جنگ بدر' جنگ احد اور مختلف جنگیں ہوئیں بالا خر فتح مکہ کے موقع پر بیت اللہ کی چابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عثمان بن طلحہ سے لے لی' جب عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہ واپس ہونے لگے تو رسول آخرین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "عثمان کیا وہ دن تمہیں یاد ہے ...... عثمان بن طلحہ سر جھکا لیتے ہیں تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بیت اللہ کی چابی ان کو دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اے عثمان! یہ چابی قیامت تک تمہارے حوالے ہے جو یہ واپس لے گا وہ ظالم ہو گا۔" اس کے بعد عثمان مشرف بہ اسلام ہو گئے۔ چودہ سو سترہ سال کا عرصہ گزر چکا زمانہ گواہ ہے کہ بیت اللہ کی چابی اس عرصہ میں عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہ کے خاندان کے پاس رہی ہے اور تاقیامت رہے گی۔ چونکہ خاصۂ کائنات محبوب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم کی بات ضرور پوری ہو گی' یہ ہر مسلمان کا ایمان ہے۔ خلیفہ ثانی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ فتح مکہ کے روز ہی ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے یہ آیت "ان اللہ یامرکم ان تؤدوا الامنت الی اھلھا" سنی۔

اسلام میں امانت کا مفہوم بہت وسیع ہے' جان مال و اولاد' عہدہ' منصب' حکمرانی و بادشاہت یہ سب انسان کے پاس امانتیں ہیں۔ انسان کی اپنی جان جس پر انسان کو بڑا غرور ہے' اپنے اعضاء اور اپنے حواس خمسہ پر ناز ہے یہ سب امانتیں ہیں۔ اگر کسی وجہ سے تنگ آکر وہ خود کشی کرنا چاہتا ہے تو اسلام نے ایسی موت سے منع فرمایا ہے۔ قرآن مجید میں ہے ولا تلقوا بایدیکم الی التھلکۃ "اپنے آپ کو اپنے ہاتھوں ہلاکت میں مت ڈالو" حدیث نبوی کا مفہوم ہے کہ جو شخص جس طرح خود کشی کرے گا اسی طرح بعد از قیامت کرتا رہے گا۔ مثلاً" اگر کسی شخص نے اللہ کی رحمت سے مایوس ہو کر اپنے آپ کو تیز دھار آلے سے قتل کر دیا تو وہ بعد از قیامت ہمیشہ اسی طرح قتل ہوتا رہے گا۔ (اللہ تعالیٰ محفوظ فرمائے) تو معلوم ہوا کہ جان امانت ہے۔

اولاد بھی امانت ہے' یہاں ایک چھوٹا سا واقعہ عرض کروں گا۔ حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا مشہور صحابیہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی والدہ ہیں' انہوں نے دوسری شادی حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ سے کی' ایک بچہ ابو عمیر ان سے پیدا ہوا۔ ایک دن ابو عمیر سخت بیمار تھے' ان کے والد ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کسی کام کے سلسلے میں باہر چلے گئے' روزہ سے بھی تھے' ان کے واپس ہونے سے پہلے ابو عمیر کا انتقال

ہو گیا' ان کی والدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے اسے نہلا دھلا کر کفن پہنایا اور رات کو گھر میں رکھ دیا۔ حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ دیر سے گھر آئے' پوچھا بچے کی طبیعت کیسی ہے' ام سلیم رضی اللہ عنہا نے کہا بہتر ہے' تو حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ تھکے ہوئے تھے سو گئے' صبح کو ام سلیم رضی اللہ عنہا نے اپنے خاوند سے کہا کہ اگر کوئی کسی کے پاس امانت رکھے اور پھر واپس لینے کا تقاضا کرے تو واپس کرنی چاہیے یا نہیں؟ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کہنے لگے امانت ضرور واپس کرنی چاہیے تو پھر ام سلیم رضی اللہ عنہا نے ابو عمیر کی وفات کا بتایا۔ بہرحال ام سلیم رضی اللہ عنہا نے اولاد کے امانت ہونے کو بہت عمدہ انداز میں سمجھا دیا ہے۔

علم' جتنا جس کے پاس ہے امانت ہے' اگر ایک آدمی تعلیم و تعلم کے پیشہ سے وابستہ ہے تو جتنے شاگرد زیر تعلیم ہیں وہ سب اس کے پاس امانت ہیں' ان بچوں کی صلاحیتیں امانت ہیں' ان کا وقت استاد کے پاس امانت ہے' اگر استاد اپنے شاگردوں کی صحیح تعلیم و تربیت پر اپنی توجہ مرکوز نہیں کرتا ہے تو وہ قیامت کے دن اللہ رب العزت کے سامنے جوابدہ ہوگا۔ ان سب باتوں کا علم تو ہے لیکن عمل کی اشد ضرورت ہے۔

عہدہ' منصب' بادشاہت اور حکمرانی یہ سب امانتیں ہیں۔ اگر کوئی شخص اپنے عہدہ و منصب کا صحیح حق ادا نہیں کرتا' اپنے منصب کا ناجائز فائدہ اٹھاتے ہوئے عدل و انصاف سے کام نہیں لیتا تو وہ دنیا میں اکثر اپنے اعمال بد کا خمیازہ بھگت لیتا ہے اور آخرت میں تو ذرہ ذرہ کا ہر کسی کو جواب دینا ہی ہے۔ وقت کے حکمران' وزیر اعظم ہو یا صدر یا کسی بھی بڑے عہدے پر فائز ہوں تو وہ ان کے پاس عہدے امانت ہیں۔ اگر ایک حکمران اپنی سلطنت میں' اپنے ملک کے اندر امن و امان قائم نہیں کر سکتا' اپنی رعایا اور عوام کی جان و مال' عزت و آبرو کی حفاظت نہیں کر سکتا تو اسے عہدہ جو امانت ہے دوسرے امانتدار کو منتقل کر دینا چاہیے۔ رسول آخرین محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "تم میں سے ہر ایک نگہبان ہے اور قیامت کے دن اپنی رعیت کے بارے میں اس سے پوچھا جائے گا۔"

خاصہ کائنات خاتم الانبیاء محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم و تربیت سے قائم ہونے والے معاشرے نے امانت کا صحیح مفہوم ہمیں سمجھا دیا ہے۔ خلیفہ اول صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اپنی پوری زندگی امانت سمجھتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مکمل اتباع و اطاعت میں گزاری' اپنی مدت خلافت پوری کرنے کے بعد جب انتقال ہونے لگا تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا میرے پاس ایک حبشی غلام' ایک اونٹ اور ایک چادر بیت المال کی امانت ہے' میرے بعد بیت المال میں جمع کروا دینا۔ خلیفہ ثانی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ (حق امانت ادا کرتے ہوئے) مدینہ کی اپاہج بڑھیا کا پانی رات کے وقت بھرتے تھے' اپنی پیٹھ پر آٹا کی بوری اٹھا کر ناداروں تک پہنچاتے تھے' خلیفہ وقت ہونے کے باوجود مدینہ میں رات کو پوری پوری رات گشت کرتے تھے۔ سبحان اللہ! کیسے پیارے' عادل اور امین حکمران تھے!!!

حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے ایک یہودی نے زرہ لے لی لیکن اس کا معاوضہ نہ دیا' یہاں تک کہ خلیفہ چہارم نے قاضی شریح رحمۃ اللہ علیہ کی عدالت میں مقدمہ دائر کیا' مدعی اور مدعا علیہ قاضی کی عدالت میں پیش ہوئے' حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے حضرت حسن رضی اللہ عنہ اور اپنے غلام کو بطور گواہ پیش کیا تو قاضی نے یہ کہتے ہوئے گواہی قبول نہیں کی کہ شریعت میں بیٹے اور غلام کی گواہی قبول نہیں' فیصلہ یہودی کے حق میں کر دیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ "آپ حسن رضی اللہ عنہ کی گواہی قبول نہیں کر رہے ہیں جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنتی نوجوانوں کا سردار فرمایا ہے تو قاضی نے کہا! آپ جنت کی بات کر رہے ہیں یہ معاملہ زمین کا ہے۔" عدالت سے باہر آتے ہی یہودی نے زرہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سپرد کر دی اور فوراً "مشرف بہ اسلام ہو گیا۔

اسلام کے ان نامور حکمرانوں کے عہد درخشاں کرہ ارض کے حکمرانوں کیلئے روشن مثالیں اور روشن لائحہ عمل ہیں۔ سب سے بڑی امانت ہمارے پاس دین کی امانت ہے' قرآن و سنت کی امانت جو اللہ کے آخری پیغمبر محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے ذریعے سے تابعین' تبع تابعین اور علماء و اولیاء امت کے ذریعے سے ہمارے پاس پہنچی ہے۔ غور فرمایئے! کیا ہم اس امانت کا حق ادا کر رہے ہیں؟ ہم کتنا وقت امانت کا حق ادا کرنے میں صرف کر رہے ہیں؟ انتہائی غور طلب ہے۔ اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو امانت کا مفہوم سمجھنے اور نیک عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

(آمین) ○

پیر کی سچائی

★ پیر اس شخص کو بنایا جاتا ہے جو سچا ہو اللہ کے ساتھ اور رسول ﷺ کے ساتھ۔

روحانی قوت

★ رسول ﷺ کی روحانی قوت اتنی قوی تھی کہ جو حاضر ہوتا تھا اس کے قلب (دل) پر ایسا اثر پڑتا تھا کہ تمام چیزوں کو بھول جاتا تھا اور اللہ کی طرف متوجہ ہو جاتا تھا۔

آخری قسط

مولانا عبداللطیف مسعود.....ڈسکہ

قادیانی نبوت کی حقیقت اور اوصاف و لوازم

مرزا صاحب نے تحریر کیا تھا کہ:

ترجمہ (مجھے کیا مجبوری لاحق ہے کہ میں دعویٰ نبوت کرکے اسلام سے نکل جاؤں اور قوم کفار میں شامل ہو جاؤں)

دوسری جگہ لکھا کہ:

ترجمہ (میرے بھائی یہ کبھی خیال نہ کرنا کہ میں نے کوئی ایک جملہ بھی کہا ہے جس میں دعویٰ نبوت کا شائبہ بھی ہو اور میں تو اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتا ہوں کہ میں اس کے بعد خود دعویٰ نبوت کروں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے نبی اور سردار محمد ﷺ کو خاتم النبیین بنادیا ہے)

ناظرین کرام فرمایئے کہ جب خود منصب نے وضاحت کردی کہ ازروئے قرآن و حدیث نبوت و رسالت کے آخری تاجدار محمد رسول اللہ ﷺ ہی ہیں آپ کے بعد اس منصب کا کوئی بھی فرد اہل اور مستحق نہیں ہے لہٰذا یہ حقیقت اظہر من الشمس ہوگئی کہ زیر بحث شخصیت یعنی مرزا غلام احمد صاحب امت مسلمہ کے ساتھ اس نظریہ پر من کل الوجوہ متفق اللسان والقلب ہیں کہ آپ کے بعد کسی بھی قسم کی نبوت و رسالت کا حصول کسی بھی فرد انسانی کے لئے محال اور ممتنع ہے چنانچہ مندرجہ بالا دونوں اقتباس اس حقیقت پر اظہر من الشمس ہیں تو پھر اس شخصیت کو اپنے لئے کسی بھی قسم کی نبوت کی تقسیم اور اس کا اپنے حق میں اظہار کیسے جائز ہو سکتا ہے" جب شروع میں اس نے بلا استثناء ہر قسم کی نبوت کو مسدود اور ممتنع قرار دے کر اپنے آپ کو بکلی اس سے لاتعلق ظاہر کردیا تو اس کے بعد اس تقسیم کا کیا جواز ہے؟ اور پھر اس کے بعد ان کے کسی بھی پیروکار کو کیسے حق پہنچتا ہے کہ وہ مرزا صاحب کے متعلق کسی بھی قسم کی نبوت کی تقسیم کرکے اس کے حق میں اثبات کی ناکام سعی کرتا پھرے کیونکہ اس صورت میں وہ سوفیصد دین حق اور نظریہ حق سے منحرف اور منکر قرار پائے گا اور اس کے بعد اپنے اقرار و اعتراف میں بھی متناقض القول قرار پاکر بقول خود پاگل اور مخبوط الحواس ثابت ہوگا۔ لہٰذا مرزا بشیر الدین صاحب اپنی اس کاوش کا انجام بھی ذرا دیکھیں تو انہیں بجائے کسی فائدہ کے نقصان ہی نظر آئے گا۔ کیونکہ پھر:

۱۔ مرزا صاحب باقرار خود دین اور نظریہ حق سے منحرف اور منکر قرار پائیں گے جو کہ سراسر کفروالحاد ہے۔

۲۔ اپنے سابقہ اعترافات کے تقابل میں متناقض الاقوال قرار پاکر مخبوط الحواس اور پاگل قرار پائیں گے۔

۳۔ نیز وہ بفرض تسلیم اپنی وحی کے منکر اور اس میں تردد کا اظہار کرکے فی الفور کافر قرار پائیں گے اور ان کی آخرت تباہ و برباد ہو جائے گی۔

۴۔ نیز مرزا بشیر الدین صاحب اپنے والد کی تحریرات کو دو مرحلوں میں تقسیم کرکے پھر اس میں ناسخ و منسوخ کا تعلق ظاہر کرکے نہایت جہالت و حماقت کے مرتکب ہوں گے کیونکہ اہل علم کے ہاں مسلم حقیقت ہے کہ نسخ و تبدیل امور فرعیہ میں تو ممکن ہے مگر قصص و واقعات اور اصول و عقائد میں ناممکن ہے۔ جبکہ یہ مسئلہ زیر بحث منجملہ اعتقادی و اصولی ہے کہ آپ کے بعد نبوت باقی نہیں؟

۵۔ نیز مرزا بشیر الدین نے مرزا صاحب کو ۲۳ سال تک دعویٰ نبوت میں متردد قرار دے کر اور پھر مفت اور پھر لغت اور عام تعریفات نبوت کے پیش نظر اپنے منصب کی صداقت طے کرنے والا' قرار دے کر تمام قادیانیت کو محض ایک ڈرامہ اور جعلی منصوبہ ثابت کرکے اپنی تحریک کا بالکل ستیاناس کردیا ہے۔

۶۔ اسی طرح بشیر الدین نے مرزا صاحب کو ۲۳ سال تک لغت و محاورہ کے چکر میں پڑ کر دعویٰ نبوت میں متردد اور حیران سرگرداں قرار دے کر ان کے مشن کو برباد کردیا ہے اس طرح بشیر الدین نے مرزا صاحب کے معنی توفیٰ کے تغیرو تبدیل کا اظہار کرکے ان کے دعویٰ مسیحیت کا بھی خرابہ کردیا' چنانچہ یہ دونوں اظہار حقیقت النبوت ص۲۸۶ پر مذکور ہیں۔

۷۔ جناب مرزا صاحب کا ایک اعتراف مندرجہ بالا سطور میں ملاحظہ فرمائیں کہ میں نے دعویٰ نبوت کا اشارہ بھی نہیں کیا کیونکہ آنحضرت ﷺ کے بعد کلی طور پر بلا استثناء دعویٰ نبوت ممتنع' محال کفر خاص ہے اور خود ہی برملا اپنی نبوت کا بھی اظہار کردیا اور اس حد تک کہ لکھ دیا کہ:

"مجھے اتنے نشان و معجزات عطا فرمائے گئے

باقی صفحہ ۹ پر

اخبارِ ختم نبوت

منظور کالونی کراچی میں قادیانیوں کی شرانگیزیاں...... حکومت قادیانیوں کی تخریبی سرگرمیوں کا سدباب کیوں نہیں کرتی؟

کراچی (نمائندہ خصوصی) منظور کالونی میں ملک لیاقت علی نامی قادیانی جو شیخوپورہ کا رہنے والا ہے نے مدنی ملک شاپ کے نام سے قادیانیت کا تبلیغی مرکز بنا رکھا ہے۔ سادہ لوح مسلمانوں کو دھوکہ دینے کیلئے دکان پر یا اللہ اور یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی لکھا ہوا ہے انتہا یہ کہ سادہ لوح مسلمانوں کے ایمان پر ڈاکہ ڈالتے ہوئے ان کا تعلق محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے توڑ کر قادیان کے دہقان زادے مرزا غلام احمد قادیانی سے جوڑنے کے لئے ایک ملک شاپ کے بہانے یہ شخص سارا دن قادیانیت کی تبلیغ میں گزارتا ہے گویا کہ قادیانیت کے روایتی دجل کو پھیلانے کے لئے اس پر بھوت سوار ہے۔ قادیانیت کی اس طرح تبلیغ مسلمانوں کیلئے ایک چیلنج ہے۔ ہماری معلومات کے مطابق گزشتہ انتخابات کے دوران لیاقت علی نامی قادیانی نے جو کہ ملک عطاء محمد ایم پی اے (سندھ) کا بھانجا بھی ہے نے ملک عطاء محمد کو کامیاب بنانے کیلئے منظور کالونی اور گردو نواح کے سادہ لوح غریب مسلمانوں کو ایک ایک ہزار روپے کے بدلے قومی شناختی کارڈ دلوائے اور مسلمانوں کے نام قادیانیوں کی فہرست میں درج کرائے حالانکہ کچھ سادہ لوح مسلمانوں کو اس بات کا علم بھی نہ ہوا کہ ان کے نام قادیانیوں کی ووٹر لسٹوں میں درج کردیئے گئے ہیں۔ ملک عطاء محمد جس نے اپنے مدمقابل کے برابر ووٹ لئے اور قرعہ اندازی کے ذریعے اقلیتی نشست پر ایم پی اے بنا۔ اس سے اندازہ لگائیں کہ قادیانی کس طرح مسلمانوں کو دھوکہ دیتے ہیں۔ منظور کالونی کراچی اور ملک کے دوسرے علاقوں میں قادیانی تخریب کاری اور اشتعال انگیزی سے کام لے رہے، ہم حکومت پاکستان سے بھرپور مطالبہ کرتے ہیں کہ قادیانیت کے دجل و فریب کے فروغ کا فی الفور سدباب کرکے پرامن فضاء کو مسموم ہونے سے بچائے بصورت دیگر حالات کی خرابی کی تمام تر ذمہ داری حکومت پر عائد ہوگی۔

گیمبیا کے مسلمانوں کا قابل تقلید کردار

قادیانیوں کے ایک سو خاندانوں کو گیمبیا سے نکال دیا گیا

گیمبیا (خصوصی رپورٹ) افریقہ کی اسٹیٹ گیمبیا جو تقریباً" دس گیارہ لاکھ کی آبادی پر مشتمل ہے اور اس میں ۹۵ فیصد مسلمان آباد ہیں۔ وہاں کی حکومت نے مسلمانوں کی تعداد کی فہرستیں بنوائیں تو وہاں کے قادیانیوں کے سو خاندان نے مسلمانوں میں اپنے نام درج کروانے سے انکار کردیا، یاد رہے کہ گیمبیا میں قادیانیوں نے عیسائی طرز کی مشنری، تین ہسپتال، تین ہائی اسکولز اور چند ایک مساجد کے نام پر اپنے عبادت خانے بنا رکھے تھے۔ قادیانیوں سے وہاں کی حکومت نے جب مسلمانوں میں نام اندراج نہ کروانے کی وجہ دریافت کی تو انہوں نے کہا کہ صرف احمدی (قادیانی) ہی مسلمان ہیں۔ باقی تمام مکاتب فکر کافر ہیں اور پھر قادیانیت کے فروغ کیلئے پمفلٹ اور لٹریچر شائع کرکے تقسیم کرنا شروع کردیئے تو وہاں کے مسلمانوں نے شدید احتجاج کیا اور جناب مولانا محمد فاطی صاحب نے جمعہ کے خطاب میں قادیانیت کے مکرو فریب سے مسلمانوں کو آگاہ کیا۔ بالآخر مسلمانوں کے شدید احتجاج کے نتیجے میں گیمبیا کے صدر اے جے جامع نے اپنی ریاست سے قادیانیوں کو نکال دیا۔

علامہ محمد سلطان کا سانحہ ارتحال

لاہور (نمائندہ خصوصی) تحریک ختم نبوت کے پرجوش ورکر، تحفظ ناموس رسالت کے محاذ

کے مجاہد علامہ محمد سلطان انتقال فرماگئے

اناللہ وانا الیہ راجعون

مرحوم عرصہ دراز تک مجلس احرار اسلام میں تحفظ ناموس رسالت' استخلاص وطن کیلئے کوشاں رہے' مرحوم ایک متحرک و فعال شخصیت تھے' عقیدہ ختم نبوت سے والہانہ عقیدت رکھتے تھے' جہاں کہیں کوئی قادیانی کسی قسم کی شرارت کرتا' یا کوئی بدبخت اہانت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ارتکاب کرتا تو علامہ سلطان مرحوم کی غیرت ایمانی جوش میں آتی اور اسے کیفر کردار تک پہنچاکر دم لیتے کچھ عرصہ قبل اکرم عرف نامی ایک بدبخت نے توہین رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تو علامہ نے اس کے خلاف کیس کیا۔ تو مجرم کو کئی سال قید کی سزا دی گئی۔ حال ہی میں وہ جب رہا ہو کر آیا اور اس نے اوٹ پٹانگ گفتگو شروع کردی تو مرحوم نے اسے تحفظ امن عامہ کے تحت دوبارہ پکڑا دیا' سلامت مسیح کیس ہو یا یوسف کذاب کیس دو سب سے پہلے ہائی کورٹ میں پہنچے ہوئے نظر آتے' ہم انہیں "مذاقاً" کہا کرتے کہ ہائی کورٹ کا دروازہ بھی علامہ ہی آکر کھلواتے ہیں۔ کئی ایک کام جو ہم نہیں کرسکتے تھے' وہ علامہ کر گزرتے تھے۔ ۱۹۸۹ء کو جب سال ختم نبوت کے طور پر منایا گیا' تو علامہ لٹریچر کے پیک لیکر عدلیہ و انتظامیہ کے افسران کے دفاتر میں جاکر انہیں اپنے ہاتھ سے لٹریچر دے کر آتے' بلکہ انہیں پڑھنے کی ترغیب و تلقین کرتے' بہرحال قادیانیوں کی سرگرمیوں پر ان کی گہری نظر تھی۔ تندرست و توانا اپنے گھر صدیقہ پارک امامیہ کالونی سے شہر آئے تو دوست احباب سے ملاقاتیں کیں' ۹ر اکتوبر کی شام کو سائیکل پر گھر جارہے تھے کہ مخالف سمت سے آنے والی ویگن کی لپیٹ میں آگئے دونوں ویل آگے سے گزرے اور موقع پر ہی شہید ہوگئے۔

اناللہ وانا الیہ راجعون

ان کی نماز جنازہ دوسرے روز نورانی مسجد قلعہ محمدی (پچھن سنگھ) کے سامنے سڑک پر ادا کی گئی' نماز جنازہ جمیعت علماء اسلام کے مرکزی ناظم اعلیٰ مولانا عبدالغفور حیدری نے پڑھائی۔ نماز جنازہ میں مجلس لاہور کے امیر حاجی بلند اختر نظامی' مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی' محمد طاہر رزاق' محمد متین خالد' محمد حامد بلوچ' جمیعت علماء اسلام کے مولانا سیف الدین سیف' انجمن خدام الدین کے امیر میاں محمد اجمل قادری' مجلس احرار اسلام کے قاری محمد یوسف' چوہدری ثناء اللہ بھٹہ' میاں محمد اویس سمیت کئی دینی جماعتوں کے راہنماؤں اور سینکڑوں مسلمانوں نے شرکت کی۔

تعزیتی بیان

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے راہنماؤں حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب' مولانا محمد یوسف لدھیانوی' مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری' مولانا اللہ وسایا' مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی' مولانا بشیر احمد' صاحبزادہ طارق محمود' مولانا خدا بخش' حاجی بلند اختر نظامی' مولانا ظفر اللہ شفیق' علی حیدر مجاہد نے ایک مشترکہ بیان میں مرحوم کی رحلت پر قلبی رنج و غم کا اظہار کرتے ہوئے دعا کی کہ خداوند قدوس مرحوم کو کروٹ کروٹ جنت الفردوس نصیب فرمائیں اور پسماندگان میں ایک بیٹی اور داماد ہیں ان کیلئے صبر جمیل کی دعا کی۔

تین عیسائی خاندانوں کا قبول اسلام

اسلام آباد (نمائندہ خصوصی) جامع مسجد فاروق اعظم جی۔۹۔۳ اسلام آباد کے خطیب جناب مولانا قاری عبدالوحید قاسمی صاحب کے ہاتھ پر تین عیسائی خاندانوں کے اکتیس افراد نے اسلام قبول کرلیا ہے۔ محمد عبداللہ (سابق پرویز مسیح) اور دیگر نومسلموں نے ایک مشترکہ بیان میں کہا کہ اسلام ایک سچا دین ہے' ہم نے بغیر جبر واکراہ برضا و رغبت اسلام قبول کیا ہے' مزید کہا کہ اکثر عیسائی نوجوان عیسائیت کے عقائد باطلہ سے بیزار ہیں اور حق کے متلاشی ہیں' ہم انشاء اللہ اسلامی تعلیمات سے آگاہ ہوکر عیسائیت میں اسلام کی تبلیغ کریں گے اور ان کو اللہ کے آخری پیغمبر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پیروکار بناکر دونوں جہاں کی کامیابیوں کی طرف لانے کی بھرپور کوشش کریں گے۔ اسلام قبول کرنے والوں میں درج ذیل اکتیس افراد شامل ہیں جن کے اسلامی نام درج کئے جارہے ہیں۔ محمد سرفراز' افتخار احمد' محمد سہیل' محمد عبداللہ' محمد کامران' محمد صادق' محمد ندیم' محمد عمر' محمد اسماعیل' محمد ابراہیم' محمد آصف' محمد علی' عبدالاحد' عبدالصمد' محمد گلزار احمد۔ خواتین میں غلام فاطمہ' زینب بی بی' شمع بی بی' فرخ بی بی' سلمیٰ بی بی' بلقیس بی بی' سکینہ بی بی' زینب بی بی (۲)' خدیجہ بی بی' مریم بی بی' غلام فاطمہ (۲)' زینب بی بی (۳)' عائشہ بی بی' صبیحہ بی بی' اور ثریا بیگم شامل ہیں' مسجد میں موجود جناب مولانا قاری عبدالوحید قاسمی صاحب کے علاوہ ڈاکٹر شیر بہادر' انعام اللہ خان' محمد بشیر' حاجی شیر اکبر عباسی اور دیگر لوگوں نے نومسلموں کو قبول اسلام پر مبارکباد دی اور تمام نومسلموں کو قرآن مجید کا ایک ایک نسخہ بھی دیا گیا۔

طریقت اور شریعت کا جوڑ

★ میرے بھائیو! نہ بیعت بدعت ہے' نہ طریقت بدعت ہے اور نہ طریقت شریعت سے جدا ہے۔ طریقت شریعت کی خادم اور اس کی تکمیل کرنے والی ہے۔ (خطبات مدنیؒ از صفحہ ۵۳ تا ۷۶' احسان و سلوک)

علماء کرام نئی نسل کے ذہنوں میں شعور ختم نبوت واضح کرنے کیلئے اپنا کردار ادا کریں

دلے والا میں ختم نبوت یوتھ فورس کے زیر اہتمام جلسہ میں علماء نے عالم اسلام کو "قادیانیت" سے پہنچنے والے نقصان سے آگاہ کیا

مشتاق دلیوالوی

موجودہ دور میں مادہ پرستی بڑھتی جارہی ہے اور روحانیت جس پر ہمارا ایمان پختہ رہ سکتا ہے گھٹتی جارہی ہے۔ جہاں ہم لوگ ذہنی اور مالی پریشانیوں کے مہیب شکنجے میں پھنس چکے ہیں۔ دین کے راستے سے دور ہٹتے چلے جارہے ہیں' دنیوی لوگوں کو وسیلہ نجات تصور کرلیا ہے اور آخرت سے منہ موڑ کر آخرت کی زندگی داؤ پر لگادی ہے۔ ہم مسلمان ہیں' اللہ تبارک و تعالی کے آخری پیغمبر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی ہمارے لئے مشعل راہ ہے' اس پر گامزن ہوکر ہم دنیوی و آخرت کی زندگی سنوار سکتے ہیں لیکن ہم پر ان لوگوں کا تسلط ہوتا جارہا ہے' جو ختم نبوت پر ایمان نہیں رکھتے۔ یہ لوگ ہمارے معاشرے میں پھیل چکے ہیں۔ ہم ان کی چکنی چپڑی باتوں میں آگئے ہیں' جنہوں نے مدینہ والی سرکار سے ہٹ کر ربوہ کو اپنا مرکز بنالیا ہے' ہمارے معاشرے میں ختم نبوت کا مسئلہ ایک اہم مسئلہ بن چکا ہے۔ نئی نسل کو اس "فرقہ" نے ہر قسم کا لٹریچر مہیا کردیا ہے' اس کے مطالعہ سے نئی نسل کا ایمان متزلزل ہورہا ہے اور نئی نسل کو ختم نبوت پر ایمان رکھنا مشکل ہوگیا ہے۔ کبھی کوئی مرزا قادیانی نبوت کا دعویٰ کربیٹھتا ہے' کوئی یوسف نامی آدمی کبھی نبوت کا دعویٰ کرلیتا ہے' اس ملعون کے متعلق اخبارات میں مختلف مکتبہ فکر کے لوگوں نے اظہار خیال کیا ہے' کسی نے اسے پاگل قرار دیا ہے کسی نے کچھ کہا ہے لیکن اس کے خلاف ابھی تک کوئی تادیبی کارروائی عمل میں نہیں لائی گئی' نبوت کے دعویدار کو سزائے موت ہونی چاہئے۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے عہدیداروں نے ختم نبوت کیلئے جو کام کیا ہے' ایک تو انہوں نے نئی نسل کو سیدھے راستے پر لگادیا ہے اپنی عاقبت سنوارنے کے علاوہ "قادیانیت" کے زیر تعمیر منصوبوں پر پانی پھیردیا ہے' ضلع بھکر میں ڈاکٹر دین محمد فریدی صاحب نے جو کام کیا ہے' وہ قابل ستائش ہے' انہوں نے قادیانیت کے پیروکاروں کا بھکر میں ناطقہ بند کردیا ہے' اسی سلسلہ میں اس سال عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت دلے والا کا انتخاب عمل میں لایا گیا جس میں مندرجہ ذیل عہدیداران کا انتخاب کیا گیا۔ صدر عبدالمجید ساجد' جنرل سیکریٹری حکیم محمد اشرف ثاقب' جوائنٹ سیکریٹری قاضی محمد اقبال' فنانس سیکریٹری شفاء اللہ' سیکریٹری نشرواشاعت محمد پرویز وقاص' مجلس عاملہ میں غلام شبیر عثمانی' محمد آصف' شمس الدین' جاوید اقبال' عطاء الرحمن اور محمد اشرف زاہد شامل ہیں۔ ان نوجوانوں کی کارکردگی بھی حوصلہ افزا رہی ہے۔ اس تنظیم نے نوجوانوں کو ختم نبوت کے متعلق لٹریچر دیا ہے' نئی نسل نے اس لٹریچر سے پورا پورا فائدہ اٹھایا ہے۔

گزشتہ روز ختم نبوت یوتھ فورس دلے والا نے "شعور ختم نبوت اور تحفظ ختم نبوت" کے عنوان پر ایک جلسہ منعقد کرایا۔ جس میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغ قاری محمد علی صدیقی آف ملتان' مولانا محمد یوسف صدر مدرس سراج العلوم جنڈانوالہ' ڈاکٹر دین محمد فریدی صدر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع بھکر' قاری محمد جمیل خطیب مسجد فاروق اعظم دلے والا نے خطاب کیا جبکہ صدارت مولانا محمد بختاور عثمانی نے کی۔ تقاریر میں اس بات پر زور دیا گیا' جہاں ارکان خمسہ میں توحید کے بعد رسالت پر ایمان لانا مسلمان ہونے کے لئے ضروری ہے' وہاں ختم نبوت کو بھی ایمان کا حصہ قرار دیا۔ علماء کرام نے عالم اسلام کو "قادیانیت" سے پہنچنے والے نقصانات سے آگاہ کیا۔ نئی نسل کے ذہنوں میں شعور تحفظ ختم نبوت پختہ کرنے کیلئے مدلل تقریریں کیں۔ ڈاکٹر دین محمد فریدی نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے شعور تحفظ ختم نبوت پیدا کرنے میں ایک اہم کردار ادا کیا ہے۔

باقی صفحہ ۳۱ پر

تیار جوشاندہ

ہمدرد کی جوشینا

نئے میٹلائزڈ ساشے میں نباتاتی اجزاء اور روغنیات کے شفا بخش قدرتی خواص مکمل طور پر محفوظ

زیادہ پُرتاثیر، زیادہ پُرافادیت

نزلہ، زکام، کھانسی اور گلے کی خراش کے علاج کے لیے قدرت کے شفاخانے میں جوشاندے کے نباتاتی اجزاء کی افادیت صدیوں سے مسلّم ہے۔ تحقیق و تجربات کی روشنی میں جدید طریقے سے حاصل کردہ جوشاندے کا خلاصہ "جوشینا" نہ صرف نزلہ، زکام، کھانسی، گلے کی خراش اور ان کے باعث ہونے والے بخار کا تدارک کرتی ہے بلکہ ان تکالیف کے خلاف قوتِ مدافعت میں بھی اضافہ کرتی ہے۔

گھر ہو یا دفتر نزلہ، زکام، کھانسی اور گلے کی خراش سے نجات کے لیے ہمدرد کی جوشینا کا ایک ساشے گرم پانی کے ایک کپ میں حل کیجیے، جوشاندے کی ایک مؤثر خوراک تیار ہے۔ نہ جوشاندہ اُبالنے کی زحمت، نہ چھاننے کا تردّد۔

نزلہ زکام — جوشینا سے آرام

ہمدرد

مدینۃ الحکمۃ تعلیم، سائنس اور ثقافت کا عالمی منصوبہ۔

نام کتاب: خطبات ختم نبوت (جلد دوم)
نام مصنف: مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی
ضخامت: ۳۹۲ صفحات
قیمت: ۱۵۰ روپے
ناشر: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان

کتاب مذکورہ دراصل اکابر علماء کرام کی ان تقاریر' خطبات' اور اقوال کا مجموعہ ہے جو انہوں نے وقتاً" فوقتاً" عقیدہ ختم نبوت کے مقدس موضوع پر ارشاد فرمائے ہیں۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغ مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی نے انتہائی محنت و مشقت کے بعد "خطبات ختم نبوت" کے نام سے کتابی شکل میں یکجا کیا ہے۔ اس سلسلہ میں "خطبات ختم نبوت" کی پہلی جلد شائع ہوئی تو شائقین نے اسے ہاتھوں ہاتھ لیا' اور تھوڑی سی مدت میں اس کتاب نے عوام و خواص میں شرف قبولیت حاصل کیا اور دوسری جلد کا بڑی بے تابی سے انتظار ہونے لگا۔ چنانچہ مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی نے انتہائی محنت کے ساتھ مختصر سی مدت میں دوسری جلد ترتیب دیکر اسے منظر عام پر لانے کا بندوبست کیا ہے۔ کتاب مذکورہ ان کی بہترین کاوش کا نتیجہ ہے۔ جس میں مسئلہ ختم نبوت' رد مرزائیت اور تحریک ختم نبوت کے موضوع پر محدث العصر علامہ سید محمد انور شاہ صاحب کشمیری" امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری" خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادی" مجاہد ملت مولانا محمد علی جالندھری" خطیب لاثانی مولانا عبدالشکور دین پوری" سمیت تقریباً" ۱۷ راہنماؤں اور اکابرین ملت کے خطبات شامل ہیں۔ مذکورہ کتاب ہر طبقہ کیلئے انتہائی مفید ہے' خصوصاً" عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کیلئے کام کرنے والے خوش نصیب حضرات کیلئے ایک گرانقدر تحفہ ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت سے نوازتے ہوئے اس کی اشاعت میں حصہ لینے والے' اسے پڑھنے والوں کیلئے نجات اخروی کا ذریعہ بنائیں اور منکرین ختم نبوت کیلئے ہدایت کا ذریعہ بنائیں۔ (آمین)

محبوب کی تابعداری

★محبت کا تقاضا ہے کہ انسان محبوب کی تابعداری کرے۔

قانون کے خلاف

★تم اللہ کی محبت کا دعویٰ کرتے ہو اور اس کے حکم کے خلاف کرتے ہو' یہ محبت کے قانون کے خلاف ہے۔

بقیہ : یوتھ فورس

مرزائیوں نے قیام پاکستان سے آج تک اسے نقصان پہنچایا ہے اور نقصان پہنچا رہے ہیں۔ ہم نے ضلع بھکر میں مرزائیوں کے خلاف متعدد مقدمات قائم کر کے ان کی ریشہ دوانیوں کو ختم کیا ہے۔ ان کے عقائد کی تردید میں پمفلٹ اور کتابیں شائع کی ہیں۔ اب ضرورت اس امر کی ہے کہ نئی نسل میں شعور تحفظ ختم نبوت پیدا کیا جائے اور مرزائیت کا ڈٹ کر مقابلہ کیا جائے۔ انہوں نے نعروں کی گونج میں ایک قرارداد منظور کرائی کہ مرزائیوں کو کلیدی اسامیوں سے برطرف کیا جائے' شناختی کارڈ میں غیر مسلم لکھا جائے' ختم نبوت یوتھ فورس دلے والا نے شعور تحفظ ختم نبوت پر ایک کوئیز پروگرام بھی ترتیب دیا۔ جس کی صدارت مقامی ختم نبوت یوتھ فورس کے صدر عبدالمجید ساجد نے کی اور مہمان خصوصی مشتاق دیلوالوی تھے۔ کوئیز پروگرام کے انچارج اور روح رواں حکیم محمد اشرف ثاقب تھے۔ جنہوں نے خود اسٹیج سیکریٹری کے فرائض سرانجام دیئے' علاقہ دلے والا کے تمام اسکول' فاضل اور جنڈانوالہ کے طلبہ نے بھرپور حصہ لیا' کوئیز پروگرام کی تیاری سے یہ محسوس ہوتا تھا کہ یہ بچے شعور تحفظ ختم نبوت سے سرشار ہو چکے ہیں۔ لاکھ زمانے کے نشیب و فراز آئیں' ان کا ایمان متزلزل نہیں ہوگا (انشاء اللہ)' مقامی لوگوں نے اس پروگرام میں خوب دلچسپی لی' اور مطالبہ کیا کہ ایسے معلوماتی اور خالص دینی پروگرام منعقد ہونے چاہئیں۔ کوئیز پروگرام کا آغاز رب کریم کے کلام سے ہوا' شیخ عارف محمود نے نعت پیش کی' کوئیز میں محمد یوسف زاہد' محمد انور سہیل' شیخ عاطف محمود' محبوب احمد' شکیل اختر راں' علی اختر ولائی' حق نواز جنڈانوالہ' باغ علی جنڈانوالہ' منیر حسین' آصف علی اور نعیم حسین جھہٹ نے حصہ لیا۔ اس پروگرام میں پروفیسر مرزا خان راں' ماسٹر محمد اسلم راں' اور ماسٹر محمد طارق نے جج کے فرائض سرانجام دیئے۔ کوئیز پروگرام میں اول محمد یوسف زاہد گورنمنٹ ہائی اسکول دلے والا' دوم محمد انور سہیل پاکستان پبلک اسکول دلے والا' اور سوم پوزیشن حق نواز مدرستہ العلوم جنڈانوالہ نے حاصل کی' کوئیز پروگرام میں پوزیشن حاصل کرنے والوں اور شرکت کرنے والوں کو خصوصی انعامات بھی دیئے گئے۔

عالمِ اسلام کی تاریخ میں اپنی نوعیت کی منفرد کتاب

ثبوت حاضر ہیں!

قادیانیوں کے بدترین کفریہ عقائد و عزائم پر مبنی عکسی شہادتیں

ترتیب و تحقیق

محمد متین خالد

یہ ایک ایسی تاریخی و تحقیقی کتاب ہے

- جو قادیانیوں کی اسلام کے خلاف ہرزہ سرائیوں اور گستاخیوں کے مستند دستاویزی ثبوت لیے ہوئے ہے۔
- جسے دس سال کی شبانہ روز انتھک محنت کے بعد مکمل کیا گیا ہے
- جس میں قادیانی کتب اور اخبارات و رسائل کے 50 ہزار سے زائد صفحات کھنگالنے کے بعد قادیانیوں کے مذموم عقائد و عزائم کے تحریری ثبوت یکجا کر دیے گئے ہیں۔
- جس کے مطالعے سے ہر قادیانی اپنے عقائد کی کجی اور بھیانک تصویر دیکھ کر راہِ ہدایت پا سکتا ہے۔
- جو سادہ لوح مسلمانوں کو فتنۂ ارتداد سے بچانے کے لیے ایک مؤثر ہتھیار ثابت ہو سکتی ہے۔
- جس کا مطالعہ علماء، خطباء، وکلاء، اساتذہ اور طلباء کو فتنۂ قادیانیت کے خلاف مضبوط دلائل اور ٹھوس معلومات کا ذخیرہ فراہم کرے گا۔
- جسے قادیانیت کے خلاف ہر عدالتی مقدمہ، بحث اور مناظرہ میں مستند حوالے کی حیثیت سے پیش کیا جا سکتا ہے۔
- جسے تمام مکاتبِ فکر کے جید علماء کرام اور نامور اہلِ علم و دانش کی خواہش اور سرپرستی میں تیار کیا گیا۔

ہوشربا انکشافات

سنسنی خیز واقعات

ناقابلِ تردید حقائق

قادیانیت پر مکمل انسائیکلوپیڈیا

حیرت انگیز معلومات

سارے راز بے نقاب

بند کتابوں کی کھلی کہانی

ہر گھر اور لائبریری کی ضرورت

دیباچہ و تقاریظ: حضرت خواجہ خان محمد امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان ● حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی مدظلہٗ نائب امیر ● حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری ناظم اعلیٰ ● حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہٗ ایڈیٹر ختم نبوت کراچی نائب ناظم شعبہ تبلیغ ● جناب جسٹس پیر محمد کرم شاہ الازہری سپریم کورٹ آف پاکستان ● جناب مجید نظامی چیف ایڈیٹر روزنامہ نوائے وقت ● ریٹائرڈ لیفٹیننٹ جنرل حمید گل سابق سربراہ آئی ایس آئی ● پروفیسر محمد سلیم مدیر سرراہے روزنامہ نوائے وقت:

کمپیوٹر کتابت ● بہترین کاغذ ● دیدہ زیب طباعت ● مضبوط جلد ● جدید ڈیزائننگ ● چار رنگا انتہائی خوبصورت ٹائٹل ● صفحات 864 ● قیمت /300 روپے ● جماعتی کارکنوں کے لیے خصوصی رعایت قیمت صرف 200 روپے ● 20 روپے ڈاک خرچ (ترسیل بذریعہ منی آرڈر وی پی ہرگز نہ ہو گی)

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت
حضوری باغ روڈ ملتان ☎ 514122

مکتبہ تعمیرِ انسانیت اردو بازار لاہور
فون 7237500

REGD. NO. 33-106

لا نبی بعدی

فرما گئے یہ ہادی

عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوّت کے مرکزی دار المبلّغین کے زیرِ اہتمام

سالانہ

ردِّ قادیانیت و عیسائیت کورس

11 تا 29 دسمبر 1997ء

بمطابق 10 تا 28 شعبان المعظم 1418ھ

بمقام

مدرسہ ختمِ نبوّۃ

مُسلم کالونی

صدیق آباد (ربوہ)

کورس میں شرکت کے لیے درجہ رابعہ یا اس سے اوپر کی تعلیمی قابلیت کا ہونا ضروری ہے۔ کورس میں علما، خطبا، طلبا، واعظین تمام طبقہ حیات سے وابستہ حضرات شرکت کر سکتے ہیں۔ شرکاء کو کھانا قیام و رہائش، خوراک، عالمی مجلس کی منتخب مطبوعات کا سیٹ اور زرِ نقد روپیہ وظیفہ دیا جائے گا۔ موسم کے مطابق بستر ہمراہ لانا انتہائی ضروری ہے۔ کورس کے اختتام پر امتحان ہوگا۔ پوزیشن حاصل کرنے والوں کو کتب اور نقد انعام دیا جائے گا اور کامیاب شرکاء کو سند دی جائے گی۔

وفاق کا امتحان دینے والے طلبا آ رہے ہیں، ان کو رہائش اور خوراک کی سہولت دی جائے گی۔ البتہ تعلیم کی پابندی ہوگی۔

آج سے ہی تمام دینی مدارس کے طلباء دینی تعلیم کے دلدادہ اور اس موضوع سے دلچسپی رکھنے والے حضرات کو شرکت کی ترغیب فرمائیں۔

حضرت مولانا **محمد یوسف لدھیانوی** — کراچی

حضرت مولانا **محمد امین صفدر** — اوکاڑہ

حضرت مولانا **بشیر احمد الحسینی**

مولانا **اللہ وسایا** — ملتان

حضرت مولانا **زاہد الراشدی** — گوجرانوالہ

حضرت مولانا **عبد اللطیف مسعود**

جناب **طاہر رزاق**

جناب **اشتیاق احمد**

خدا بخش — شجاع آباد

محمد اسماعیل — شجاع آبادی

طارق محمود — فیصل آباد

جمال اللہ

حفیظ الرحمٰن

جناب **محمد متین خالد**

محمد اکرم طوفانی — سرگودھا

درخواستیں سادہ کاغذ پر

نام ______ ولدیت ______

مکمل پتہ ڈاک ______

تعلیم ______ پیشہ و دیگر کوائف لکھ کر ارسال کریں

درخواستوں کے لیے پتہ: (حضرت مولانا) **عزیز الرحمٰن جالندھری** ناظمِ اعلیٰ مرکزی **عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوّت** مرکزی دفتر حضوری باغ روڈ ملتان پاکستان فون 061-514122